الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعۃ المبارک ۶ اکتوبر ۱۹۹۵ء شمارہ ۴۰

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا

" اے بندگان خدا غافل مت ہو اور شیطان تمہیں وساوس میں نہ ڈالے۔ یقیناً سمجھو کہ یہ وہی وعدہ پورا ہوا ہے جو قدیم سے خدا کے پاک نبی کرتے آئے ہیں۔ آج خدا کے مرسل اور شیطان کا آخری جنگ ہے۔ اور یہ وہی وقت اور وہی زمانہ ہے جیسا کہ دانیال نبی نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا تھا۔ میں ایک فضل کی طرح اہل حق کے لئے آیا، پر مجھ سے ٹھٹھا کیا گیا، اور مجھے کافر اور دجال ٹھہرایا گیا اور بے ایمانوں میں سے مجھے سمجھا گیا۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا تا وہ پیش گوئی پوری ہوتی جو آیت "غیرالمغضوب علیھم" کے اندر مخفی ہے۔ کیونکہ خدا نے منعم علیھم کا وعدہ کر کے اس آیت میں بتا دیا ہے۔ کہ اس امت میں وہ یہودی بھی ہونگے جو یہود کے علماء سے مشابہ ہونگے جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو سولی دینا چاہا۔ اور جنہوں نے عیسیٰؑ کو کافر اور دجال اور ملحد قرار دیا تھا اب سوچو کہ یہ کس بات کی طرف اشارہ تھا۔ اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود اس امت میں سے آنے والا ہے۔ اس لئے اس کے زمانہ میں یہود کے رنگ کے لوگ بھی پیدا کئے جائیں گے جو اپنے زعم میں علماء کہلائیں گے۔ سو آج تمہارے ملک میں وہ پیش گوئی پوری ہو گئی۔ اگر یہ علماء موجود نہ ہوتے تو اب تک تمام باشندے اس ملک کے جو مسلمان کہلاتے ہیں مجھے قبول کر لیتے۔ پس تمام منکروں کا گناہ ان لوگوں کی گردن پر ہے۔ یہ لوگ راستبازی کے محل میں نہ آپ داخل ہوتے ہیں نہ کم فہم لوگوں کو داخل ہونے دیتے ہیں۔ کیا کیا مکر ہیں جو کر رہے ہیں اور کیا کیا منصوبے ہیں جو اندر ہی اندر ان کے گھروں میں ہو رہے ہیں۔ مگر کیا وہ خدا پر غالب آ جائیں گے اور کیا وہ اس قادر مطلق کے ارادہ کو روک دیں گے جو تمام نبیوں کے زبانی ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ اس ملک کے شریر امیروں اور بدقسمت دولت مند دنیاداروں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ مگر خدا کی نظر میں وہ کیا ہیں۔ صرف ایک مرے ہوئے کیڑے۔

اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیش گوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد ۲۰ صـ ۶۵، ۶۶)

الٰہی نظام امتحانات میں وفا لازم ہے اور آخر وقت تک ثابت قدم رہنا اور پھر امتحان میں کامیاب ہونا ضروری ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۹ ستمبر ۱۹۹۵ء)

لندن (۲۹ ستمبر) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے سورہ ابراہیم کی آیات ۱۲ اور ۱۳ کے مضامین کی وضاحت کرتے ہوئے ان کی روشنی میں احباب جماعت کو بیش قیمت نصائح فرمائیں۔ حضور نے بتایا کہ خدا تعالیٰ کے بندوں کو جب کوئی منصب عطا ہوتا ہے تو وہ اسے خدا کا احسان قرار دیتے ہیں اور ہمیشہ عجز و انکسار کو لازم پکڑتے ہیں۔ حضور نے بتایا کہ انبیاء میں الٰہی تائیدات دیکھنے والوں کو حقیقی توکل عطا ہوتا ہے اور ان مومنوں کو یہ یقین ہوتا ہے کہ جب تک ہم اس نبی کے ساتھ ہیں خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنین کو مشکلات سے نکالتا ہے مگر کسی مومن کی راہ آسان نہیں ہوتی مگر توکل کے ذریعہ۔ چنانچہ یہ مومن کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک گواہ ہے کہ ہر مشکل کے وقت اللہ نے ہماری پشت پناہی فرمائی ہے۔ ہمارا ماضی اس پر گواہ ہے پس آئندہ بھی ہم اللہ ہی پر توکل کریں گے۔ مومنوں کی راہ میں ذاتی مشکلات بھی ہوتی ہیں اور دینی مشکلات بھی اور ان تکلیفوں کو خدا کے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا۔ حضور نے فرمایا کہ دینی معاملات میں بھی صبر کے نتیجہ میں ہی انسان توکل کے اعلیٰ مقام کو پہچان سکتا ہے اور توکل نہ ہو تو صبر نہیں ہو سکتا۔ یہ دونوں باتیں آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ جہاں انسان اپنے مقصد کی کامیابی سے مایوس ہو جائے وہاں صبر نہیں رہتا۔ حضور نے فرمایا کہ صبر کے بغیر اعلیٰ اخلاق کی تربیت پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتی۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

جماعت ہائے احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کے بعد مختلف مقامات پر منعقد ہونے والی مجالس سوال و جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شمولیت فرمائی۔ ان مجالس میں مختلف قومیتوں کے افراد نے جو مختلف زبانیں بولنے والے تھے، شرکت کی۔ ان مجالس کا نظارہ اس پہلو سے بہت ہی ایمان افروز ہوتا تھا کہ اسلام کا عالمگیر پیغام کس طرح دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر متلاشیان حق تک پہنچ رہا ہے۔ مہمان نئے نئے سوالات کرتے اور حضور انور قرآن مجید اور احادیث کی تعلیمات کی روشنی میں ان کے جوابات ارشاد فرماتے۔ ان بیانات کو سن کر سائلین کے چہروں پر پھیلنے والی مسکراہٹ اور تسکین کے مناظر بہت ہی روح پرور تھے۔ ان مجالس کی تفاصیل بڑی باقاعدگی سے ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے ذریعہ ساری دنیا میں نشر کی جاتی رہیں۔

پروگرام ملاقات کا اشاریہ حسب ذیل ہے۔

ہفتہ ۱۶ ستمبر ۱۹۹۵ء.

معمول کے مطابق آج کے "ملاقات" پروگرام میں بچوں کی کلاس ہوئی جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق خاکسار نے لی۔ اب تک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کو جو مختلف باتیں، تاریخ اسلام وغیرہ کے بارہ میں معلومات، قرآن کریم کے بارہ میں معلومات، نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی میں سے اہم تاریخیں اور واقعات وغیرہ بتائے تھے۔ ان سب کی دہرائی بچوں سے سوالات کرنے کے ذریعہ کروائی گئی۔

اتوار ۱۷ ستمبر ۱۹۹۵ء.

آج کے پروگرام "ملاقات" میں مجلس انصاراللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۹۵ء کے موقعہ پر منعقدہ ایک مجلس سوال و جواب پیش کی گئی۔ یہ مجلس انگریزی میں تھی اور ۳ ستمبر کو اسلام آباد، ٹلفورڈ میں منعقد ہوئی تھی۔ سوالات یہ تھے.

☆ آخری زمانہ میں امام مہدی یا کسی مصلح کے آنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ دین اسلام مکمل ہو چکا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری اور کامل نبی ہیں؟

☆ اسلام میں حضرت عیسیٰؑ کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟

☆ کیا اسلام میں سبت منایا جاتا ہے۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

☆ کیا بیعت فارم پر کرنے کے بارہ میں آپ قرآن مجید یا حدیث سے کوئی ثبوت دے سکتے ہیں کہ ایسا کرنا ضروری اور لازمی ہے؟

☆ اس دور میں مسلمان Tough Fighters نہیں رہے اس بیان پر تبصرہ؟

☆ فلسطین کے بارہ میں مسلمانوں کی کیا پالیسی ہونی چاہئے؟

☆ برطانیہ میں ایک دس سالہ بچے نے ایک سیمنٹ کا ٹکڑا ایک عورت پر گرا کر اس کو ہلاک کر دیا ہے۔ اسلام میں ایسے جرم کی کیا سزا ہے؟

☆ اسلامی تعلیمات میں اس بارہ میں کیا رہنمائی ملتی ہے کہ ظلم و ستم کے خلاف کام کرنے والی تنظیموں میں شامل ہو کر کن اصولوں کے تحت اس نیک کام میں شمولیت کی جا سکتی ہے؟

☆ دجال اور یاجوج ماجوج کے مسیح ابن مریم کے آنے سے پہلے ظاہر ہونے کا ذکر ہے۔ بانی جماعت احمدیہ نے کس بناء پر مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے جبکہ ابھی یہ دونوں ظاہر نہیں ہوئے؟

☆ جماعت احمدیہ کو ۱۰۰ سال سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ نے بنی نوع انسان کی خدمت اور بہتری میں جو کام کئے ہیں ان کی تفاصیل کیا ہیں؟

☆ مسلمانوں کے مذہب اور احمدیوں کے مذہب میں کیا فرق ہے؟

سوموار ۱۸ ستمبر ۱۹۹۵ء.

آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ۸ ستمبر والا خطبہ جو آپ نے جرمنی کے جلسہ سالانہ کے پہلے روز دیا تھا دوبارہ سنایا گیا۔

منگل ۱۹ ستمبر ۱۹۹۵ء.

۱۲ ستمبر کو Campton ، میونخ، جرمنی میں فرانسیسی زبان بولنے والوں کے ساتھ حضور کی مجلس سوال و جواب ہوئی۔ حضور انور نے جوابات انگریزی میں ارشاد فرمائے جن کا ساتھ کے ساتھ فرانسیسی میں ترجمہ کیا جاتا رہا۔ آج اس مجلس کا پہلا حصہ دکھایا گیا۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ مختصرات

سوالات کچھ یوں تھے:

☆ اسلام کا آغاز کیسے ہوا؟
☆ مسیحؑ کون تھے؟
☆ حضرت مسیح موعودؑ امام تھے یا نبی؟ اور وہ کس طریق پر نماز ادا کیا کرتے تھے
☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔ آپؐ کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کو کس طرح بطور نبی تسلیم کیا جا سکتا ہے؟

بدھ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۵ء:

حضور کے حالیہ دورہ جرمنی میں ۱۴ ستمبر کو "گوٹن جن" مقام پر غیر از جماعت احباب کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جو انگریزی میں تھی اور ساتھ کے ساتھ اس کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ سوالات یہ تھے:

☆ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ آپ کے ماننے والے آپ کی اس طرح سے تعظیم کرتے ہیں جیسے خدا تعالیٰ کی پرستش کی جاتی ہے۔ (حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سوال کرنے والی خاتون کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے تفصیلی جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہیں اور نہ ہونا چاہئے۔ عبادت اور پرستش صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے)۔
☆ کیا اس ترقی یافتہ زمانہ میں بھی مسلمان عورتوں کو نقاب پہننے کی ضرورت ہے؟
☆ کیا "کرما" (Karma) کا اصول دنیا میں عدل و انصاف قائم کرنے کا ذریعہ نہیں ہے؟۔ اس قانون کی موجودگی میں قیامت کے روز جزا سزا کی کیا ضرورت ہے؟
☆ آپ نے کہا ہے کہ مستقبل کا مذہب اسلام ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ کیا یورپ اسلام کے قالب میں ڈھلے گا یا اسلام یورپ کے مطابق ہو جائے گا؟
☆ اگر جرمن لوگ عربی میں نماز ادا کریں گے تو ان کے لئے الفاظ کا ادا کرنا اور سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔ کیا اس صورت میں ان کا جرمن زبان میں نماز پڑھنا اسی طرح سمجھا جائے گا جیسے ایک عرب کا عربی زبان میں۔
☆ ۲۰۰۰ء میں جرمنی میں ایک نمائش (Expo) ہو رہا ہے کیا جماعت احمدیہ اس میں شمولیت کرے گی؟
☆ اسلام کا جانوروں کے بارہ میں کیا نظریہ ہے۔ کیا ان میں بھی روح ہوتی ہے؟ کیا جانوروں اور انسانوں میں دوستی ہو سکتی ہے؟ جانوروں کو ذبح کرنا، ان کا گوشت کھانے اور ان کی دیکھ بھال کرنے کے بارہ میں اسلام کیا کہتا ہے؟
☆ مسئلہ تقدیر اور انسان کے اختیار کے بارہ میں اسلام کا نظریہ کیا ہے؟

جمعرات ۲۱ ستمبر ۱۹۹۵ء:

کیمپٹن میونخ، جرمنی میں ۱۲ ستمبر کو فرانسیسی بولنے والے غیر از جماعت احباب کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب ہوئی تھی۔ اس کا پہلا حصہ ۱۹ ستمبر کو ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے پروگرام "ملاقات" میں دکھایا گیا تھا۔ آج اس کا دوسرا حصہ دکھایا گیا۔ یہ پروگرام انگریزی میں تھا جس کا ساتھ ساتھ فرنچ میں ترجمہ کیا گیا۔ آخر میں بیعت کی تقریب منعقد ہوئی۔ سوالات یہ تھے:۔

☆ احمدیوں کو سعودی عرب جانے کی اجازت کیوں نہیں اور سعودی حکومت کا اس بارہ میں کیا موقف ہے؟
☆ احمدیوں کی طرح ایرانیوں کو بھی حج کرنے سے روکا جاتا ہے۔ لیکن وہ تو اپنے حق کے لئے طاقت کا استعمال کرتے ہیں۔ اس بارہ میں حضور کا کیا خیال ہے؟
☆ کیا اسلام بھی عیسائیت کی طرح مختلف فرقوں میں بٹا ہوا ہے؟
☆ اس مجلس سوال و جواب میں ہمیں بلانے کا مقصد کیا ہے؟
☆ امام مہدی کون ہیں؟ قرآن اور احادیث کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیں!

جمعۃ المبارک ۲۲ ستمبر ۱۹۹۵ء:

آج "ملاقات" پروگرام کے وقت میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پاکستان سے لندن ہجرت کے متعلق ایک دستاویزی پروگرام پیش کیا گیا۔ جس میں لندن پہنچنے سے پہلے ہالینڈ میں چند گھنٹے قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مقامی احباب سے انگریزی میں گفتگو، نیز یہاں لندن پہنچنے پر اسی دن احباب جماعت سے نہایت ایمان افروز اور ولولہ انگیز خطاب (جو اردو میں تھا) سنایا گیا۔

(ع۔ م۔ ر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صبر اور دعائیں ہیں جن کے نتیجے میں اب ایک ایک سال میں خدا تعالیٰ کے فضل سے آٹھ آٹھ لاکھ سے زیادہ جماعت پیدا ہو رہی ہے اور یہی صبر ہے اور یہی توکل ہے جو کل اس تعداد کو بھی دگنا کر سکتا ہے اگر اللہ چاہے

حدیث غم

نہ کہیں بھی مجھ کو اماں ملی، نہ عرب مرا نہ مرا عجم
تو پھر اے شہ عرب و عجم! میں کسے کہوں یہ حدیث غم
مرے چار سو رم ہا و ہو، ہوئے شعلہ رو مرے کاخ و کو
ہے چمن تمام لہو لہو، مرے خوں کا رنگ ہے یم بہ یم
نہ قرار رونق انجمن، نہ وقار رشتہ جان و تن
میں نثار تجھ پہ مرے وطن، ترے غم سے ہے مری آنکھ نم
میں فدائے روئے رسولؐ ہوں، میں نثار بوئے رسولؐ ہوں
میں گدائے کوئے رسولؐ ہوں، تو میں کیوں بنوں ہدف ستم
میں رہین جور و جفا رہا، ترے نام پر شہ دو سرا
یہ تو ہی بتا مجھے تا کجا، میں رہوں گا منتظر کرم
ہوئی خوں فشاں مری چشم نم، ابھی خونچکاں ہے مرا قلم
مگر اے شہ عرب و عجمؐ! میں کسے کہوں یہ حدیث غم

(عبدالمنان ناہید)

☆

امت احمد مرسل پہ ہے کس طور کا وقت
نوحہ حالی و اقبال پہ ہے غور کا وقت
"وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا"

(اکبر فاروقی)

☆ بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ

حضور نے سورہ الانبیاء کی آیت "وجعلناھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا" کے حوالہ سے بتایا کہ تمام انبیاء امام مہدی تھے یعنی وہ اللہ سے ہدایت پا کر دوسروں کو ہدایت دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرماتا ہے کہ یہ منصب انہیں اس وجہ سے ملا کہ انہوں نے صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر کا پھل اتنا میٹھا، اتنا اعلیٰ ہے کہ جن کو ہم نے نبوت کے مقام تک پہنچایا اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا۔ نبوت بھی صبر کا پھل ہے۔

حضور نے فرمایا کہ صبر کے یہ معنے بھی پیش نظر رکھنے چاہئیں کہ بہت مخالفانہ کوششوں کے باوجود نیکیوں پر انسان قائم رہے اور جو ہدایت خدا نے دی ہے اس سے ہٹے نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آج کل جماعت احمدیہ جس دور سے گزر رہی ہے اس میں اس تکرار کی ضرورت ہے اور دشمن کو بتانے کی ضرورت ہے کہ ہم ضرور صبر کریں گے اس پر جو تم دکھ پہنچاؤ گے۔ اور جب ہم نے صبر کیا تو اللہ نے ہماری مشکلوں کو آسان فرما دیا اور یہ صبر بھی اللہ ہی کی عنایت تھا۔

حضور نے فرمایا کہ صبر میں بڑے امتحان سے انسان پہلے گزرتا ہے اور چھوٹے امتحان بعد میں ہوتے ہیں۔ اور جتنے چھوٹے امتحان ہوتے ہیں اتنے ہی مشکل ہوتے جاتے ہیں۔ تقویٰ کی باریک راہیں جہاں مشکل اور بڑے امتحان ہوتے ہیں ان میں جو کامیاب ہو وہی ہیں کہ پھر وہ مہدویت کے مقام تک پہنچتے ہیں۔ الٰہی نظام امتحانات میں وفا لازم ہے اور آخر وقت تک ثابت قدم رہنا اور پھر امتحان میں کامیاب ہونا ضروری ہے۔ اگر آخری امتحان میں ناکامی کی صورت میں مرے تو ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ حضور نے فرمایا کہ جہاں اندرونی امتحانات ہوں وہاں انسان بسااوقات ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ جماعتی نظام میں باریکی سے اپنے ردعمل کا جائزہ لیں۔ حضور نے فرمایا کہ جو اندرونی امتحانات میں اپنے پیاروں، بزرگوں اور اپنے بڑوں کی طرف سے پہنچنے والے ایذا کو معاف نہیں کر سکتے خواہ وہ تکلیفیں فرضی ہی کیوں نہ ہوں، ان کو دنیا میں حقیقت میں کسی ایذا رسانی کے مقابل پر صبر کی توفیق نہیں مل سکتی۔ اگر ملتی ہے تو اس کی کچھ اور وجوہات ہوتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اندرونی طور پر اس وقت ایک ہونے کا وقت ہے۔ اللہ کا ساتھ ہو، مومنوں کا ساتھ ہو تو پھر صبر کا بڑا حوصلہ نصیب ہوتا ہے۔ اندرونی جھگڑوں میں مبتلا لوگوں کی بیرونی طاقت غیر معمولی طور پر کم پڑ جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ امیر کی حمایت میں اسی طرح کروں گا جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امیر کی کی تھی۔ لیکن جماعت کی حمایت بھی اسی طرح کروں گا جس طرح حضرت محمدؐ رسول اللہ نے امیر کے مقابل پر ان کی کی ہے جس کی حق تلفی کا خطرہ تھا۔ کبھی میں نے کسی امیر کو اجازت نہیں دی کہ جماعت سے بدسلوکی کرے یا اس کی حق تلفی کرے۔

خطبہ کے آخر پر حضور نے ماریشس اور تنزانیہ وغیرہ ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ کی کامیابی کے لئے دعا دیتے ہوئے انہیں بھی خاص طور پر نصائح فرمائیں۔ آپ نے بتایا کہ اللہ کے فضل سے تنزانیہ میں وہ انقلاب برپا ہونا شروع ہو چکا ہے جس کے لئے میں عرصہ سے توجہ دلا رہا ہوں۔

اسلامی دستور مملکت میں کلمہ طیبہ کا بنیادی مقام
اور
آئین پاکستان ۱۹۷۳ء

(دوست محمد شاہد - مئورخ احمدیت)

۱۹۵۶ء اور ۱۹۶۲ء کے دساتیر پاکستان میں صدر مملکت کے لئے مسلمان ہونے کی لازمی شرط موجود تھی جسے ۱۹۷۳ء کے آئین میں نہ صرف برقرار رکھا گیا بلکہ اسے وزیراعظم کے لئے بھی لازم قرار دے دیا گیا۔ جو ایک معقول بات تھی مگر اس کے ساتھ ہی اس کے جدول سوم میں دونوں کے لئے ایک طویل حلف تجویز کیا گیا جس کے پہلے پیراگراف میں زیر دفعہ ۴۲ و ۹۱ (۴) مسلم کی ایک خود ساختہ اور من گھڑت تعریف شامل کر کے ایک مستقل فتنہ کی بنیاد بھی رکھ دی گئی۔

قرآنی دستور مملکت میں تعریف مسلم

حالانکہ ایک ایسے دستور میں جس کی بنیاد قرآن و سنت پر رکھی جارہی ہو اس میں مسلم کی صرف وہی تعریف رکھی جا سکتی ہے جو قرآن مجید اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ ہو۔ اور قرآن مجید میں جو مکمل ضابطہ حیات ہے واضح الفاظ میں مذکور ہے کہ "لاتقولوالمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا" (النساء:۹۵)۔ یعنی جو تمہارے سامنے اسلام ظاہر کرے اس کے مسلمان ہونے کا ہرگز انکار مت کرو (ترجمہ از مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی، برحاشیہ قرآن مجید مترجم از مولوی محمود الحسن صاحب و مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی۔ پاک قرآن پبلشرز ریلوے روڈ لاہور۔ حاشیہ صفحہ ۱۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ)۔

علامہ سید سلیمان ندوی اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"قرآن نے کہا کہ جب تم کو کوئی اپنے اظہار اسلام کے لئے سلام کرے تو اس کو یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔ "ولا تقولوالمن القی الیکم السلام لست مومنا" (نساء:۹۵) اور اس کو جو تمہاری طرف سلامتی کا کلمہ ڈالے، یہ نہ کہو تو مومن نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ کوئی اپنے آپ کو مسلمان کہے یا وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کہے کہ تم مسلمان نہیں"۔

(سیرت النبیؐ جلد ۶ صـ ۱۶۶۔ ناشر الفیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار لاہور، مارچ ۱۹۹۱ء)

اسی طرح ارشاد ربانی ہے کہ "وقالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا" (الحجرات:۱۵)

یعنی "کہتے ہیں گنوار کہ ہم ایمان لائے تو کہہ تم ایمان نہیں لائے پر تم کہو ہم مسلمان ہوئے"۔

(ترجمہ مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی)

اس آیت میں آج سے چودہ سو سال قبل خدائے ذوالعرش نے خود مسلم کی تعریف بیان فرما دی ہے اور وہ یہ کہ جو شخص اپنے تئیں مسلمان کہتا ہے اسلامی مملکت میں وہ مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔

حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ اس معرکہ آراء آیت کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں "ایک کہتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں یعنی دین مسلمانی ہم نے قبول کیا اس کا مضائقہ نہیں" (موضح القرآن)۔

مدینۃ النبیؐ کی پہلی مردم شماری

اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری شریف سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینۃ النبیؐ میں اسلام کی پہلی اور حقیقی مملکت کے اندر مسلمانوں کی مردم شماری اسی قرآنی دستور کے مطابق کروائی تھی۔

چنانچہ صحابی رسول حضرت حذیفہؓ کی روایت ہے:

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکتبوالی من تلفظ بالاسلام من الناس فکتبناہ الفا وخمس ماۃ رجلا" نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا جن لوگوں نے اسلام کا زبان سے اقرار کیا ہے ان کے نام مجھے لکھ دو۔ چنانچہ آنحضور کے لئے ہم نے ان کے نام لکھے تو ایک ہزار پانچ سو مرد ہوئے"۔ (بخاری کتاب الجہاد باب کتابۃ الامام للناس۔ مصری جلد ۲ صفحہ ۱۱۸ اشاعت ۱۳۵۱ھ)

عہد نبویؐ کا ایک تعجب خیز واقعہ

اس سلسلہ میں عہد نبویؐ کا ایک تعجب خیز واقعہ حضرت امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ میں ریکارڈ کیا ہے جو ہر عاشق رسولؐ عربی کے لئے قیامت تک مشعل راہ کا کام دے گا۔ لکھا ہے کہ ایک لونڈی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئی۔ آنحضور نے اس سے پوچھا اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا آپ رسول اللہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی کے مالک کو حکم دیا "اعتقہا فانہا مومنۃ" (مسلم کتاب الصلوٰۃ جلد اول صـ ۳۸۲)۔ اس کو آزاد کر دو یہ تو مومنہ ہے۔

میثاق مدینہ - مثالی چارٹر

میثاق مدینہ عہد نبوی کی ایک اہم دستاویز ہے جسے ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب جیسے محقق و فاضل نے دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور قرار دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مملکت مدینہ کے لئے تحریر کرایا۔

اس بے مثال چارٹر کا متن مئورخ اسلام علامہ ابن ہشام نے اپنی مشہور عالم کتاب "السیرۃ النبویہ" میں محفوظ کر دیا ہے جس کے مطالعہ سے حقیقی اسلام کی صحیح حکومت کے اصل خد و خال نمایاں ہو کر سامنے آ جاتے ہیں۔ میثاق مدینہ میں مملکت کے ہر شہری کو برابر کے حقوق عطا کئے جانے کی ضمانت دی گئی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مدینہ کے مسلمانوں اور یہود اور ان کے "اہل بیت" کو "اُمت واحدہ" تسلیم کیا۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام۔ القسم الاول صـ ۵۰۱ تا صـ ۵۰۴۔ ناشر مصطفیٰ البابی الحلبی و اولادہ بمصر۔ طبع دوم ۱۳۷۵ھ بطابق ۱۹۵۵ء)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا فرمان شاہی

خلیفہ رسولؐ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے عہد خلافت کے آغاز میں طلیحہ اور مسیلمہ کی بغاوت کو کچلنے کے لئے حضرت خالد بن ولیدؓ کو سالار اعلیٰ مقرر فرمایا تو انہیں جو سب سے پہلا فرمان شاہی لکھ کر دیا۔ اس میں انہیں یہ بھی حکم دیا کہ لڑنے سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دیں اور انہیں مسلمان بنانے کی مخلصانہ کوششیں کریں۔ "فان اجابوا الیٰ مادعاھم الیہ من دعایۃ الاسلام قبل منہم" یعنی اگر وہ کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام لے آئیں تو ان کا اسلام قبول کر لیں۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سرکاری خطوط، صفحہ ۱۸ و صفحہ ۵۳ مرتبہ ڈاکٹر خورشید احمد فارق پروفیسر دہلی یونیورسٹی۔ ناشر ادارہ اسلامیات لاہور۔ اشاعت اول مئی ۱۹۷۸ء)

اجماع امت

ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جب پروفیسر ظہران یونیورسٹی سعودی عرب "فقہ حضرت ابوبکر" میں لکھتے ہیں:

"امت کا اس پر اجماع ہے کہ ایک شخص کلمہ طیبہ پڑھنے کے ساتھ مسلمان ہو جاتا ہے۔ حضور کے زمانہ مبارک اور بعد کے زمانوں میں کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو مسلمان تسلیم کر لیا جاتا تھا"۔

(اردو ترجمہ فقہ حضرت ابوبکر صـ ۵۴، ناشر ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور۔ طبع اول ستمبر ۱۹۹۴ء)

بلاشبہ مسلم ریاست (Muslim State) کے لئے کلمہ طیبہ کی اساسی اور قانونی حیثیت چودہ سو سال سے پوری امت میں مسلم رہی ہے۔ چنانچہ جماعت اسلامی کے بانی رہنما سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے قیام پاکستان سے قبل اس حقیقت کا واضح لفظوں میں اعتراف کرتے ہوئے لکھا:

"اللہ اور اس کے رسول نے رشتہ دینی کے احترام کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلم لست مومنا" (النساء:۹۴)

جو شخص (اظہار اسلام کے لئے) تم کو سلام کرے اس کو (بلاتحقیق یونہی) نہ کہہ دیا کرو کہ تو مومن نہیں ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک سریہ میں ایک شخص نے مسلمانوں کو دیکھ کر کہا "السلام علیکم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"۔ مگر ایک مسلمان نے یہ گمان کر کے کہ اس نے محض جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھا ہے اسے قتل کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو حضورؐ اس پر سخت ناراض ہوئے اور اس مسلمان سے بازپرس کی۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس شخص نے محض ہماری تلوار سے بچنے کے لئے کلمہ پڑھ دیا تھا۔ اس پر سرکار نے فرمایا "ھلا شققت عن قلبہ" کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا؟

ایک صحابی نے پوچھا کہ اگر ایک شخص مجھ پر حملہ کر کے میرا ہاتھ کاٹ ڈالے اور جب میں اس پر حملہ کروں تو وہ کلمہ پڑھ لے۔ کیا ایسی حالت میں میں اس کو قتل کر سکتا ہوں؟ حضورؐ نے فرمایا نہیں۔ صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس نے میرا ہاتھ کاٹ دیا۔ آپ نے فرمایا باوجود اس کے تم اس کو مار نہیں سکتے اگر تم نے اس کو مارا تو وہ اس مرتبے میں ہو گا جس میں تم اس کے قتل سے پہلے تھے اور تم اس مرتبے میں ہو جاؤ گے جس میں وہ لا الہ الا اللہ کہنے سے پہلے تھا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اگر کوئی شخص کسی کافر پر نیزہ تانے اور جب سنان اس کے حلق پر پہنچ جائے اس وقت وہ لا الہ الا اللہ کہہ دے تو مسلمان کو لازم ہے کہ وہ فوراً اپنے نیزے کو واپس کھینچ لے"۔

(ترجمان القرآن مئی ۱۹۳۵ء بحوالہ تفہیمات حصہ دوم صـ ۱۸۳۔ ناشر اسلامک پبلیکیشنز ۱۳۔ ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور پاکستان۔ دسمبر ۱۹۹۰ء)

نیز تحریر فرمایا:

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی يَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْهُ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔

مجھے حکم دیا گیا کہ لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کا رسول ہے اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ پھر جب انہوں نے ایسا کر دیا تو مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو بچا لیا۔ اس کے بعد ان کا حساب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی يَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيُؤْمِنُوْا بِيْ وَبِمَا جِئْتُ بِهٖ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اور مجھ پر اور ان سب باتوں پر ایمان لائیں جو میں لایا ہوں۔ پھر جب انہوں نے ایسا کر دیا تو مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو بچا لیا۔ الا یہ کہ ان کے خلاف کوئی حق قائم ہو جائے اس کے بعد ان کا حساب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

ان احادیث میں حضورؐ نے اسلام کا دستوری قانون (Constitutional Law) بیان فرمایا ہے

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS
081 877 0762
PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کو ماننے کا اقرار کرنے تو وہ دائرہ اسلام میں آ جاتا ہے۔ اور اسلامی اسٹیٹ کا شہری (Citizen) بن جاتا ہے۔ یہ بات کہ وہ حقیقی مومن ہے یا نہیں اس کا فیصلہ اللہ کرنے والا ہے۔ ہم اس کا فیصلہ کرنے کے مجاز نہیں۔ کیونکہ "لم اومران اشق عن قلوب الناس ولا عن بطونہم" جان و مال کی عصمت (Security) صرف کلمہ توحید اور اعتقاد رسالت کے اقرار سے قائم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد کسی دست درازی کا حق نہیں رہتا"۔

(ترجمان القرآن مئی ۱۹۳۷ء بحوالہ تفہیمات حصہ اول صـ ۱۸۴، ۱۸۵۔ ناشر اسلامک پبلیکیشنز پاکستان، ستمبر ۱۹۹۱ء)

شیخ الاسلام قسطنطنیہ کا تاریخی مکتوب

۱۸۸۸ء میں (یعنی جماعت احمدیہ کے قیام سے صرف ایک سال قبل) شیخ الاسلام قسطنطنیہ کی خط و کتابت سے ہنووار (جرمنی) کے باشندے مسٹر شومان داخل اسلام ہوئے۔ شیخ الاسلام نے جو خط قسطنطنیہ کے مسٹر شومان کے نام لکھا وہ اول قسطنطنیہ کے اخباروں میں چھپا پھر اس کا ترجمہ فرانسیسی اور انگریزی زبان میں ہوا اور نیویارک کے اخبار دی انڈیپنڈنٹ (The Independent) میں شائع ہوا۔ شیخ الاسلام نے اس خط میں لکھا۔

" اسلام قبول کرنے کے لئے اسلام میں کسی باضابطہ مذہبی کاروائی کی ضرورت نہیں ہے اور نہ کسی کی منظوری کی ضرورت ہے کہ بغیر اس کے کوئی شخص مسلمان نہ ہو سکے۔ فقط یہ بات کافی ہے کہ انسان اسلام کا یقین کرے اور اپنے یقین کا اعلان کرے۔

فی الحقیقت اسلام کی بنیاد یہ ہے کہ خدا کو ایک ماننے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا یقین کرے۔ یعنی دل سے اس پر ایمان رکھے اور الفاظ میں اس کا اقرار کرے جیسے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے الفاظ ہیں جو شخص اس کلمہ کا اقرار کرتا ہے وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ بغیر اس کے کہ وہ کسی کی منظوری حاصل کرے۔ اگر آپ جیسا کہ آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے اس کلمہ کا اقرار کرتے ہیں۔ یعنی آپ اقرار کرتے ہیں کہ صرف ایک خدا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں تو آپ مسلمان ہیں اور ہماری منظوری کی آپ کو کچھ ضرورت نہیں"۔

(دعوت اسلام، ترجمہ دی پریچنگ آف اسلام، صفحہ ۳۵۰ مصنفہ ڈاکٹر سر تھامس آرنلڈ، مترجم محمد عنایت اللہ دہلوی صاحب طبع دوم۔ مسعود پبلشنگ ہاؤس کراچی ۱۹۶۴ء)

☆ عہد حاضر میں قائد اعظم محمد علی جناح نے کلمہ طیبہ ہی کی بنیاد پر برطانوی ہند کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ اسی کے طفیل اور برکت سے پاکستان کی عظیم مملکت منصہ شہود پر آئی۔ اور احراری زعماء کو بھی یہ مسلم ہے۔ چنانچہ اخبار لولاک لائل پور (۸ ستمبر ۱۹۶۷ء صـ ۳) لکھتا ہے:

"ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ پاکستان کی بنیاد بھی اسی کلمہ پر رکھی گئی۔ مصیبت کے وقت بھی یہی کلمہ کام آیا اور آئندہ بھی ہماری تعمیر و ترقی استحکام و بقا کا تعلق اسی کلمہ سے ہے"۔

☆ تحریک پاکستان کی تاریخ شاہد ہے کہ مسلم کی یہی تعریف تھی جو آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنے دستور میں شامل کر رکھی تھی۔ چنانچہ مولوی شبیر احمد عثمانی نے مسلم لیگ کانفرنس میرٹھ کے موقعہ پر فرمایا:

"مسلم لیگ نے اپنے دستور کا اعلان کر دیا ہے کہ ہماری مراد مسلم کے لفظ سے صرف اس قدر ہے کہ اس میں شریک ہونے والا اسلام کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کا کلمہ پڑھتا ہو"۔ (خطبہ صدارت صـ ۱۵، ۱۶)

☆ خود قائد اعظم نے ۸ مارچ ۱۹۴۴ء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے یہ تاریخ ساز جملہ کہا کہ "مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے"

("تاریخ ساز محمد علی جناح" مرتبہ جناب بشارت احمد نسیم صاحب۔ صـ ۷۰، ناشر ادارہ مطبوعات پاکستان۔ شام گنج مردان۔ طبع اول دسمبر ۱۹۷۶ء)

☆ ۲۳ مئی ۱۹۴۴ء کا واقعہ ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح نے سرینگر میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اس دوران آپ سے احمدیوں کے سلسلہ میں بھی پوچھا گیا جس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

" میرا جواب یہ ہے کہ جہاں تک آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین کا تعلق ہے اس میں درج ہے کہ ہر مسلمان بلا تمیز عقیدہ و فرقہ مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ مسلم لیگ کے عقیدہ، پالیسی اور پروگرام کو تسلیم کرے۔ رکنیت کے فارم پر دستخط کرے اور دو (۲) آنے چندہ ادا کرے۔ میں جموں و کشمیر کے مسلمانوں سے اپیل کروں گا کہ وہ فرقہ وارانہ سوالات نہ اٹھائیں بلکہ ایک ہی پلیٹ فارم پر ایک ہی جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ اسی میں مسلمانوں کی بھلائی ہے"۔ (اخبار "اصلاح" سرینگر (کشمیر) ۱۳ جون ۱۹۴۴ء، صفحہ ۲)

☆ قبل ازیں آپ نے کانگرسی علماء کی نسبت ۲۳ مارچ ۱۹۴۲ء کو اردو پارک دہلی کے جلسہ عام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"There is an attempt made to disrupt the Muslim League by Muslim agents of the Congress and Muslim agents of the British. These are the creatures who are in the Congress and supporting British imperialism. Somehow or other they get publicity in the Hindu press. I cannot accept a Muslim who is in the camp of the enemy and who is stabbing us from there." (Speeches and Writings of Mr Jinnah p. 402 collected and edited by Jamil ud Din Ahmed vol. I, Shaikh Muhammad Ashraf Kashmiri Bazar. Lahore)

"یعنی آج کانگرس کے مسلمان گماشتوں اور حکومت کے مسلمان ایجنٹوں کے ہاتھوں مسلم لیگ میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یہ لوگ کانگرس کے غلام ہیں اور برطانوی شہنشاہیت کے مددگار۔ میں ایسے مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتا جو دشمن سے جا ملے اور ہماری پیٹھ میں خنجر مارے۔

("ارشادات و خطبات جناح" صفحہ ۱۵۰، ۱۵۱۔ مرتبہ شاہد مختار، ناشر شاہد پبلشرز۔ چوہرجی سنٹر ملتان روڈ لاہور)

ان تاریخی حقائق سے صاف عیاں ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں کلمہ طیبہ کی بجائے مسلم کی من گھڑت تعریف شامل کرنا ایک نیا کلمہ اور نئی شریعت وضع کرنے کے مترادف تھا۔ اور بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے فیصلے کے خلاف بغاوت بھی۔ یہ تعریف صرف اور صرف پاکستان کے احمدیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے شامل کی گئی تھی جس سے پیپلز پارٹی کی قیادت نے اطمینان کا سانس لیا کہ اس نے احمدیوں کے زبردست اثر و نفوذ کے سامنے ایک مضبوط دیوار قائم کر کے اپنے اقتدار کو مستحکم اور غیر متزلزل بنا لیا ہے اور احراری اور دیوبندی علماء (جنہوں نے سقوط ڈھاکہ کے معاً بعد اپنی مخالفانہ سرگرمیاں یکایک تیز کر دی تھیں) خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے کہ مسلم کی وہ تعریف جس کی راہ میں بنگالی نمائندوں کی بھاری اکثریت سد راہ تھی، بالآخر مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد آئین میں حلف کی صورت میں داخل کر دی گئی ہے (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب " قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ" صفحہ ۱۸۵، ۱۸۶، ناشر معتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک پشاور۔ اشاعت ۱۲ شوال ۱۳۹۶ھ۔ اخبار لولاک لائلپور ۱۴ دسمبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۲)۔

اس جعلی اور وضعی تعریف نے امیر شریعت احرار کی زندگی بھر کی حسرت بھی پوری کر دی کہ کسی طرح کلمہ طیبہ کو بدل دیا جائے۔ چنانچہ آخری عمر میں انہوں نے خاص طور پر اس دلی تمنا کا اظہار کیا کہ:

" میرا دل چاہتا ہے کہ کلمہ طیبہ میں تھوڑا سا اضافہ کر کے اسے لوگوں کو یوں یاد کرا دوں لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ـ (نقل مطابق اصل) لا نبی بعدی ولا رسول بعدی"۔

(اخبار لولاک فیصل آباد ۲۵ اگست ۱۹۶۷ء صـ ۳، ۴)

ان لوگوں نے برملا اس امر کا بھی اظہار کیا کہ بھٹو حکومت نے آئین میں مجوزہ تعریف مسلم شامل کر کے "عوام کی رائے کا احترام کیا ہے"۔

(لولاک ۱۴ دسمبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۲)۔

حالانکہ قریباً ایک صدی قبل بانی دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی (وفات ۱۴ اپریل ۱۸۸۰ء) نے اپنی کتاب "تحذیر الناس" کے شروع میں پوری صراحت کے ساتھ بتا دیا تھا کہ " عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں "ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین" فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی"۔

حضرت مولانا نے یہ بھی واضح فرمایا کہ:

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

پھر رسالہ کے آخر میں یہ فتویٰ سپرد اشاعت فرمایا کہ:

"علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا اور نبوت آپ کی عام ہے اور جو نبی آپ کے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا"۔

(تحذیر الناس صفحہ ۴، ۵ و ۳۴ و ۵۱۔ از حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ ناشر دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر ۱)۔

خالص سیاسی مقاصد

انہی دنوں دیوبندی عالم مولوی محمد تقی عثمانی صاحب نے (آئین ۱۹۷۳ء کے تیسرے شیڈول میں شامل) صدر اور وزیر اعظم کے حلف نامہ کے الفاظ درج کر کے جو رائے قائم کی وہ یہ واضح کرنے کے لئے کافی ہے کہ مشمولہ تعریف کے پیچھے خالص سیاسی مقاصد کارفرما تھے۔ چنانچہ لکھا:

"دستور پاکستان میں اس تعریف کی شمولیت اس لئے ضروری تھی کہ اس کے بغیر کوئی شخص بھی، خواہ وہ کتنے کافرانہ عقائد رکھتا ہو، مسلمانوں جیسا نام رکھ کر اسلامی مملکت کے ان اہم عہدوں پر فائز ہو سکتا تھا۔ حلف نامہ میں مسلمان کی یہ تعریف شامل کر کے یہ خطرہ کم ہو گیا ہے"۔

("عصر حاضر میں اسلام کیسے نافذ ہوا"۔ صفحہ ۴۴ از مولوی محمد تقی صاحب۔ ناشر مکتبہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴، طبع اول ۱۳۹۷ھ)۔

پس حق یہی ہے کہ مسلم کی یہ نئی تعریف محض ایک انتقامی کاروائی تھی جس کا مقصد وحید صرف احمدیوں کو

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

Kenssy
Fried
Chicken
TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS,
CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS - PARTIES CATERED FOR
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT - TEL: 081 543 5882

خطبہ جمعہ

جس تیزی سے جماعت پھیل رہی ہے اسی تیزی سے مالی تقاضے بھی بڑھ رہے ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۸ اگست ۱۹۹۵ء مطابق ۱۸ ظہور ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۳۰﴾ (سورہ فاطر: ۳۰)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں عطا فرمایا اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں "رزقناھم" ہر قسم کی وہ نعمتیں یا حوائج ضروریہ جو کچھ بھی ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں صلاحیتیں بھی شامل ہیں، آنکھیں، ناک، کان، قوت شامہ، قوت فکریہ، ہر قسم کی صلاحیتیں جن سے انسان پیدا کیا گیا ہے وہ لفظ "ممارزقناھم" کے تابع ہیں کہ جو کچھ ہم نے عطا کیا ہے اس میں سے ہر اس چیز میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ "سراً وعلانیۃ" چھپ کے بھی اور ظاہر طور پر بھی۔ "یرجون تجارۃ لن تبور" ایک ایسی تجارت چاہتے ہوئے جو کبھی ہلاک نہیں ہوگی۔ ایسی تجارت جو لامتناہی ہے، جس کا فیض ہمیشہ جاری رہے گا۔ بہت سی دنیا کی تجارتیں پنپتی ہیں، نشوونما پاتی ہیں پھر ایک شخص کی زندگی میں نہیں تو اس کی اولادوں کی زندگی میں ہی تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ کسی کو بھید نہیں ملتا کہ کیا ہوا۔ لیکن یہ ایسی تجارت ہے جس کے متعلق اللہ فرماتا ہے وہ نہ ہلاک ہونے والی، نہ ضائع ہونے والی، کبھی نہ ختم ہونے والی تجارت ہے یہ وہ چاہتے ہیں۔

اس مضمون میں بھی جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا انفاق سبیل اللہ کے مضمون کو بعض دوسری نیکیوں کے ساتھ باندھا گیا ہے ورنہ محض انفاق اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں۔ بسا اوقات جو لوگ کہتے ہیں کہ جو روپیہ خرچ کرتے ہیں ان کو بہت اہمیت دی جاتی ہے جو نہیں خرچ کر سکتے ان کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ یہ سب نفس کے بہانے ہیں۔ عملاً جماعت کے نظام میں ہرگز امیر اور غریب میں قطعاً فرق نہیں ہے۔ تقویٰ کا فرق ہے۔ اگر کوئی غریب متقی ہو وہ ایک دھیلا بھی خدا کی راہ میں دے تو اس کی عزت کی جاتی ہے اور امیر اگر دے تو اس احساس کمتری کے نتیجے میں اس کی کوشش کو رد بھی نہیں کیا جاتا۔ یہ خیال کہ امیر کو اہمیت نہ دی جائے یہ بھی جاہلانہ خیال ہے جو احساس کمتری کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر برابر کی آنکھ ہے تو خدا کی راہ میں خدمت کرنے والوں کو ایک ہی طرح دیکھے گی خواہ امیر ہو خواہ غریب ہو۔ یہ فرق آتا ہی نہیں ذہن میں۔ یہ وہ دیوار ہے ہی نہیں جو کہیں حائل ہوتی ہو۔ اس لئے جن لوگوں کو اس مضمون کا علم نہیں، اس کا شعور نہیں رکھتے وہ اپنی ٹیڑھی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ سمجھتے ہیں یہاں یہ بات ہو گئی وہاں وہ بات ہو گئی۔ حالانکہ اللہ کی خاطر خرچ کرنے والے اور اللہ کی خاطر خرچوں کو قبول کرنے والے یہ عارضی جو رکاوٹیں لگائی ہوئی ہیں لوگوں نے بیچ میں ان سے بالکل مبرا ہیں، اس قسم کی کوئی روک ان کی راہ میں حائل نہیں ہوتی۔ ہر انسان بحیثیت انسان دکھائی دیتا ہے اور اکرم وہی ہے جو اتقیٰ ہو۔ جو حقیقتاً خدا سے ڈرنے والا اور پیار کرنے والا ہو اس کو جو خدا تعالیٰ نے عزت بخشی ہے کوئی انسان اس عزت کو چھین نہیں سکتا خواہ وہ امیر ہو یا غریب ہو۔

مگر اللہ تعالیٰ خرچ کرنے والوں کی کچھ صفات بیان فرماتا ہے کہ وہ خرچ کرنے والے جو میری خاطر خرچ کرتے ہیں یا ایسا خرچ کرتے ہیں جن کے متعلق میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ وہ کبھی ختم نہیں ہوگا ان کی صفات یہ ہیں "ان الذین یتلون کتاب اللہ" کہ اللہ کی کتاب پڑھنے والے لوگ ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں، اس پر غور کرتے ہیں۔ "واقاموا الصلوٰۃ" اور نماز کو قائم کرتے ہیں "وانفقوا ممارزقناھم" پھر ان دو باتوں کے بعد خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اس لئے ان کو وہ جو خرچ ہے وہ خدا کے نزدیک قبولیت پا جاتا ہے اور ان لوگوں کا خرچ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ مالی قربانی اپنی جگہ ایک اہمیت رکھتی ہے لیکن وہ لوگ جو بنیادی دینی فرائض سے غافل رہتے ہوئے مالی قربانی کرتے ہیں ان کو بھی رد تو نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ بسا اوقات ایک ٹانگ والے انسان بھی ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کو رد کیا جاتا ہے جو مالی قربانی نہیں کر سکتے، پیچھے رہتے ہیں لیکن عبادتوں میں ٹھیک ہیں جماعت کا بھی حصہ ہیں۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو صف اول کے لوگ ہیں وہ دونوں ٹانگوں سے درست ہوتے ہیں اور ان کی رفتار باقیوں کے مقابل پر بہت تیز ہوتی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے جو مالی قربانی والوں کی تعریف بیان فرمائی ہے اس کی بنیاد ہی اس بات سے اٹھائی ہے کہ تلاوت کرنے والے لوگ ہیں، نمازیں قائم کرنے والے لوگ ہیں اور اس کے نتیجے میں ان میں ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے قربانی کا۔ اور یہاں بھی جیسے پہلے میں نے بیان کیا تھا "سر" کو پہلے رکھا ہے۔ "سراً وعلانیۃ" "علانیۃ و سراً" نہیں فرمایا۔ یہ جو خرچ کرتے ہیں پہلا رجحان ان کا چھپ کے خرچ کرنے کا ہے۔ سوائے خدا کے کوئی آنکھ نہ دیکھ رہی ہو اور یہ خرچ کرتے ہوں اور جس کے خرچ میں یہ روح ہو اس کو کوئی شخص کسی پہلو سے بھی متہم نہیں کر سکتا۔ اس پر یہ الزام لگا ہی نہیں سکتا کہ اس میں ریاکاری ہے۔ کیونکہ ایک ہی آنکھ ہے جو اندھیروں میں بھی دیکھتی ہے پردوں کے پیچھے بھی دیکھتی ہے وہ اللہ کی آنکھ ہے۔

پس یہ لوگ جب چھپ کے خرچ کرتے ہیں تو لازماً رضاء باری تعالیٰ کی خاطر خرچ کرتے ہیں۔ اور چھپ کے خرچ کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اپنے وجود کی، اپنی انا کی کلیۃً نفی کر دی ہے۔ کیونکہ جو شخص انا کی کلیۃً نفی کرتا ہے وہ پاگل ہوتا ہے۔ اللہ کے بزرگ بندے خصوصاً انبیاء جو بزرگی میں سب سے بالا ہوتے ہیں وہ اپنی قربانی کی سب سے زیادہ قیمت وصول کرنے والے ہیں کیونکہ ان کی ہر چیز "تجارۃ لن تبور" کے لئے وقف ہو جاتی ہے۔ معمولی سے معمولی زندگی کا انفاق بھی عبادت بن جاتا ہے اور چونکہ محض اللہ کی خاطر کرتے ہیں اس لئے وہ سب سے زیادہ اپنی دولت کا اپنی نعمتوں کا پھل پاتے ہیں۔ نقصان والا وہ ہے جو اس راہ سے ہٹ کر دوسری جگہ خرچ کرتا ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جن کے خرچ ملے جلے ہیں۔ کچھ نقصان کے سودے ہو گئے کچھ فائدے کے بھی ہیں زندگی کا گزارہ چلتا رہتا ہے۔ لیکن انبیاء وہ ہیں جو اپنا سب کچھ تمام تر پھر خدا کی راہ میں لٹا دیتے ہیں اس لئے یہ انا کو برباد نہیں کرتے بلکہ اپنے وجود، اپنے احساس وجود کو جیسا فائدہ یہ پہنچاتے ہیں دنیا میں کوئی نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ اگر کسی کا احساس وجود خدا کے احساس وجود سے ہم آہنگ ہو جائے، اس میں شامل ہو جائے تو پھر وہ مضمون پیدا ہوتا ہے کہ صرف وہی ہے اور کچھ بھی نہیں۔ یہ جو صوفیاء کا مضمون ہے انہوں نے غلط سمجھا ہے اس لئے کچھ اور باتیں بنا دیں "انا الحق" جس سے پیدا ہوا ہے نعرہ، اس کا اصل یہ تھا کہ اپنے وجود کو کلیۃً اللہ کے لئے ہم آہنگ کر دو یہاں تک کہ تمہاری کوئی الگ آواز باقی نہ رہے۔ ہر تمہاری تمنا اللہ کی تمنا کے ساتھ چلے۔ اللہ کی رضا کی ہواؤں کے رخ پر تمہاری زندگی کی ہر آرزو جاری ہو جائے۔ یہ ہے وہ فنا جس کے بعد انا الحق کا نعرہ برحق ہے کہ میں تو کچھ بھی نہیں رہا میرا تو سب کچھ اللہ کے لئے ہو گیا ہے۔ تبھی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا "قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین" مجھے دیکھو میرا اپنا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ میرا مرنا جینا، میرا اٹھنا سونا، میری عبادتیں، ہر چیز ہر قربانی کلیۃً اللہ کے لئے ہو گئی ہے۔ تو یہ وہ انفاق فی سبیل اللہ ہے جس کا نقشہ قرآن کریم کھینچتے ہوئے فرماتا ہے یہ ضائع نہیں کر رہے اپنی چیزوں کو۔ جو اندھیروں میں خرچ کرتے ہیں اور کھل کر بھی خرچ کرتے ہیں یہ کہیں پھینکتے نہیں دراصل "یرجون تجارۃ"۔ "یرجون" سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی نیتوں میں للہ قربانی کا مضمون ہمیشہ داخل رہتا ہے۔

بعض لوگ اپنی فطرت کی مجبوری سے نیک کام کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی اس کام کے لئے کیا ہے کہ لوگوں کے لئے بھلائی کا موجب بنیں لیکن باشعور طور پر بالارادہ خدا کی خاطر یہ نہیں کرتے۔ اس لئے جہاں کوئی طبعی روک پیدا ہو جائے وہاں رک جائیں گے۔ جہاں روک نہ پیدا ہو وہاں فطرت کے مطابق خرچ کریں گے۔ مگر جو اللہ کی خاطر کرتے ہیں وہ روکیں عبور کر کے بھی کرتے ہیں۔ ایسے وقت

میں بھی کرتے ہیں کہ جب ان پر خود ایسی تنگی کا زمانہ ہو کہ گویا رزق سے محبت ہو جائے پھر بھی اللہ کی خاطر خرچ کرتے ہیں۔ تو اس لئے "یرجون تجارۃ" سے ان کا ادنیٰ ہونا ثابت نہیں، ان کا اعلیٰ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کوئی عام آدمی جو ان مضامین کو نہیں سمجھتا وہ یہ سمجھے گا کہ خود غرض ہی لوگ ہوئے نا "یرجون تجارۃ" وہ ایک تجارت کی خاطر کر رہے ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ حالانکہ کوئی انسان جو اپنے فائدے کی خاطر کام نہیں کرتا وہ قربانی کرنے والا نہیں وہ پرلے درجے کا احمق ہے۔ صرف فیصلہ یہ ہے کہ تھوڑا دے کر زیادہ حاصل کرتا ہے یا زیادہ دے کر تھوڑا حاصل کرتا ہے۔

جماعت کے نظام میں ہرگز امیر اور غریب میں قطعاً فرق نہیں ہے۔ تقویٰ کا فرق ہے۔ اگر کوئی غریب متقی ہو وہ ایک دھیلا بھی خدا کی راہ میں دے تو اس کی بھی عزت کی جاتی ہے اور امیر اگر دے تو اس احساس کمتری کے نتیجہ میں اس کی کوشش کو رد بھی نہیں کیا جاتا

دینا میں خرچ کرنے والے اور نفس پر سب کچھ فدا کرنے والے بہت دیتے ہیں اور حاصل کچھ بھی نہیں کرتے۔ متاع دنیا ہی ہے نا جو چند دنوں میں ختم ہو جاتی ہے۔ اور جو اللہ کی خاطر خرچ کرتے ہیں وہ ایک پیسہ بھی دیں تو اتنا زیادہ حاصل کر لیتے ہیں کہ ان کا فیض ان کے لئے لامتناہی فیض بن جاتا ہے۔ فیض جو خدا کی خاطر دوسروں کے لئے جاری ہو ان معنوں میں فیض ہے۔ اور جو خدا کی طرف سے ان کے لئے جاری ہوتا ہے وہی فیض ہے جو ان کے فیض نے کمایا ہے۔ پس یہ وہ تجارت ہے جس کے متعلق فرمایا "تجارۃ لن تبور" لیکن اتفاقی نہیں ہے بالارادہ ہے۔ اور بالارادہ ہونے کے نتیجے میں ہی اس کو بہت زیادہ فوائد پہنچتے ہیں۔ اگر بے ارادہ نیکی ہے تو پھول بھی تو خوشبو دیتا ہے، پھول بھی تو رنگت بکھیرتا ہے۔ مگر پھول کو اس کا کوئی ثواب نہیں۔ پانی اگر آگ بجھاتا ہے تو قانون قدرت کے طور پر کرتا ہے۔ اس میں پانی کے لئے ثواب کا موجب تو کوئی چیز نہیں۔ مگر انسان جب آگ لگا بھی سکتا ہے بجھا بھی سکتا ہے، ارادے کے ساتھ لگاتا نہیں بلکہ بجھاتا ہے اور وہاں لگاتا ہے جہاں خدا چاہتا ہے کہ لگائی جائے تو اس کا ہر فعل خواہ آگ بجھانے کا ہو یا آگ لگانے کا ہو وہ نیکی بن جاتا ہے اس تجارت میں تبدیل ہو جاتا ہے جو اس کو کوئی گھاٹا نہیں جو کبھی فنا نہیں ہوگی۔

دوسری جگہ الرعد آیت ۲۳ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "والذین صبروا ابتغاء وجہ ربہم واقاموا الصلوٰۃ و انفقوا ممارزقناھم سراً وعلانیۃً" اس میں "اقاموا الصلوٰۃ" کے ذکر سے پہلے "یتلون کتاب" کے ذکر کی بجائے ایک اور مضمون بیان ہوا ہے۔ اس لئے بظاہر ملتی جلتی آیات ہیں مگر ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے کچھ نہ کچھ فرق ایسا رکھ دیا ہے کہ مضمون میں ایک نئی وسعت پیدا ہوئی ہے، ایک نیا رنگ بھرا گیا ہے۔ "والذین صبروا ابتغاء وجہ ربہم" جو اپنے رب کی رضا چاہتے ہوئے، رضا کی طلب میں صبر اختیار کرتے ہیں "واقاموا الصلوٰۃ" اور پھر نماز کو قائم کرتے ہیں "وانفقوا ممارزقناھم" اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں "سراً وعلانیۃً" چھپ کر بھی اور کھلم کھلا بھی۔ اب دیکھیں یہاں بھی "سراً" کو پہلے رکھا گیا ہے۔ یہ قطعی ثبوت ہے اس بات کا کہ ان کی نیتوں میں کوئی فتور نہیں ورنہ آنکھیں بند کر کے اندھیرے میں پیسہ پھینکنے والا تو جاہل ہوا کرتا ہے سوائے اس کے کہ نیت اعلیٰ ہو اور یہ یقین ہو کہ خدا دیکھ رہا ہے۔ فرمایا "اولٰئک لہم عقبی الدار" ان کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔ عقبیٰ ان کے لئے ایک دار کے طور پر ہوگی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کا ترجمہ کیا ہے "انہی کے لئے اس گھر کا انجام ہے" "عقبیٰ" انجام کو کہتے ہیں "الدار" وہ گھر یعنی قیامت کا گھر۔ قیامت کے بعد ملنے والا گھر۔ مگر جس طرح بھی اس کا ترجمہ کریں بات وہی ہے کہ ان کو انجام کار، نتیجۃً وہ گھر عطا ہوگا جو دائمی ہے۔ اس میں "تجارۃ لن تبور" تو نہیں فرمایا گیا۔ لیکن "الدار" کہہ کر جنت کی نعماء جو ہمیشہ کے لئے رہنے والی ہیں ان کے دوام کی طرف اشارہ فرما دیا۔ پس فرق جو ہے نتیجے میں وہ آیت کے آغاز کے فرق کے طور پر وہ خود بخود پیدا ہوتا ہے۔ "صبروا ابتغاء وجہ ربہم" سے مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں غریب، جو دنیا میں نہ گھر رکھتے ہیں نہ دنیا کی عارضی نعمتیں، اچھے لباس، اچھا اوڑھنا بچھونا ان کو میسر ہوتا ہے اور اس کے باوجود وہ خدا تعالیٰ کے رزق پر چوری ہاتھ نہیں ڈالتے۔ "صبروا ابتغاء وجہ ربہم" کا مطلب یہ ہے کہ محروم ہیں بعض نعمتوں سے، گھروں سے محروم ہیں، اچھے کپڑوں سے محروم ہیں، اچھے کھانے سے محروم ہیں لیکن اس کے باوجود وہ ناجائز ذرائع سے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہوئے اپنے دل کی یہ تمنائیں پوری نہیں کرتے۔ "صبروا ابتغاء وجہ ربہم" اللہ کی رضا کو چاہتے ہوئے صبر کر جاتے ہیں کہ اللہ راضی رہے۔ کوئی حرج نہیں یہ چیزیں نہ ملیں۔ اس لئے طبعًا ان کی جزاء "الدار" ہونی چاہئے تھی۔ "الدار" سے مراد ایسا گھر جو ہر قسم کی نعمتوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس میں کسی چیز کی بھی کمی نہیں۔ جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ ان کی خواہش ان کے لئے وہ چیزیں اس طرح پوری کرے گی جیسے کوئی خواہش اور ماحصل میں فاصلہ ہی کوئی نہیں۔ ادھر تمنا کی ادھر وہ چیز حاضر ہو گئی۔ اور ان کے قیام صلوٰۃ کا صبر کے ساتھ وہ تعلق ہے جب تلاوت کا بھی قیام صلوٰۃ سے ایک تعلق ہے۔ صبر اور صلوٰۃ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اکٹھا باندھا ہوا ہے۔ "واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ" تو محض صبر کر کے نہیں بیٹھ رہتے بلکہ صلوٰۃ کے ذریعے وہ اپنی کمی پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔ اور جہاں تک اللہ کی خاطر خرچ کرنے کا تعلق ہے اس حالت کے باوجود، اس غربت کے باوجود رکتے نہیں ہیں۔ نہ دار ہے یعنی نہ وہ پر سکون گھر ہے جس کے ساتھ نعمتیں میسر ہوں۔ گھر کے تعلق میں جو بھی جنت ہے دنیا میں اس سے محروم ہیں، ناجائز طور پر حاصل نہیں کرتے اور پھر جو کچھ ہے وہ بھی خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کی دوسری طرح ایک اور صفت یہ بیان فرمائی ہے "ویدرءون بالحسنۃ السیئۃ" وہ برائی کے بدلے نیکی داخل کرنا چاہتے ہیں یا نیکی کے ذریعے برائیاں دور کرتے رہتے ہیں۔ اس مضمون کا تعلق ان کی ذات سے بھی ہے اور گردوپیش سے بھی ہے۔ جو انفاق کی کمی ہے جو استطاعت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس کی بجائے ایک اور خیر جاری کر دیتے ہیں۔ وہ بدیوں کو دور کرتے کرتے، نیکیاں جاری کرتے کرتے اس کی تمنا کو کسی طرح تسکین دے لیتے ہیں کہ خدا کی راہ میں ہم کچھ کریں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اسی مضمون کو بیان فرماتے ہوئے واضح فرمایا کہ اگر خرچ کرنے کے لئے پیسہ نہیں ہے تو کلمہ خیر بھی ایک خرچ ہے تم کلمہ خیر تو کہہ دیا کرو۔ تو یہ جو ہے برائیوں کو دور کرنا اور حسنات کے ذریعے برائیوں کو ہٹا دینا یہ ان کے اس کمی کے احساس کے نتیجے میں طبعًا پیدا ہوتا ہے۔ جتنے خدا کے بندے ہیں اگر وہ خرچ نہیں کر سکتے دل چاہتا ہے تو اس کمی کو وہ خدمت بڑھا کر پورا کرتے ہیں۔ ہر خدمت کے موقع پر آگے آگے رہتے ہیں اور ہر وقت کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح ہم اللہ کی رضا کما لیں۔ ان کے متعلق فرمایا "لہم عقبی الدار"۔ "عقبی الدار" میں اس طرف اشارہ ہے کہ ضروری نہیں ہے کہ ان لوگوں کو دنیا میں بھی ملے اور صبر کا تعلق بھی اس مضمون سے دہرا ہے۔ بسا اوقات ایک انسان خدا کی خاطر، اس کی رضا کی خاطر، ہر نعمت سے محروم رہتے ہوئے پھر بھی ایک تسکین کی زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے۔ لیکن صبر کے نتیجے میں۔ اگر صبر نہ ہو تو پھر اس کو نہ تسکین نصیب ہو سکتی ہے نہ اس کی نیکی کی کوئی ضمانت ہے۔ اگر ایسا شخص جو اللہ کی رضا نہ جانتا ہو، اللہ کی رضا کا واقف ہی نہ ہو ان حالات میں گزارہ کرے جو قرآن کریم مومنوں کے بیان فرما رہا ہے تو اس میں صبر کی طاقت نہیں ہو سکتی تھی پھر۔ اور صبر کی طاقت نہیں ہوگی تو ہمیشہ غریب آدمی سے سوسائٹی کو زیادہ خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی طلب کا معیار جو ہے وہ ادنیٰ چیزوں سے شروع ہو کر اعلیٰ تک پہنچتا ہے۔ ایک امیر آدمی بعض دفعہ ایک معمولی چیز کو دیکھتا ہے اس کے دل میں چوری کا تصور بھی پیدا نہیں ہوتا۔ کسی کا ایک رومال گرا ہوا ہے، ایک پین گرا ہوا ہے، کوئی چھوٹی موٹی چیز رہ گئی ہے اور اگر واقعۃً امیر آدمی ہو تو کیمرہ، ویڈیو اس قسم کی چیزیں وہ ٹھوکر بھی مارے تو اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے اس کے وہم میں بھی نہیں آئے گا کہ میں اس کو چرا لوں۔ مگر ایک غریب بعض دفعہ ایسی ایسی چیزیں بھی چرا لیتا ہے جس کے متعلق آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ اس بے وقوف کو کیوں نہیں خیال آیا کہ یہ ظلم نہ کروں۔ ربوہ میں جو میرا فارم تھا وہاں بعض ایسے درخت میں نے لگائے جو ڈنڈے کاٹ کے تو پیوست کئے جاتے ہیں وہ براہ راست جڑ پکڑ جاتے ہیں اور پھر اس سے درخت بنتا ہے۔ اب معمولی ڈنڈے تھے۔ وہ ایک دن ہم سارے محنت کر کے لگا کے گئے۔ دوسرے دن دیکھا تو کوئی اٹھا کے سارے ڈنڈے نکال کر لے گیا۔ اب وہ غریب آدمی بے چارے ان کے لئے ایندھن کا کام دے گئے۔ لوگوں کے سائے کی بجائے ان کے جلنے کے کام آ گئے۔ مگر غربت کی مجبوریاں ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو ساتھ باندھ دیا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے اوپر طبعی تقاضے ہیں کہ وہ بعض خوبیاں چھوڑ کر برائیوں میں منتقل ہو جائیں۔ وہ اس کا برعکس رخ رکھتے ہیں۔ وہ برائیاں دور کرتے رہتے ہیں اور حسن پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان کی غربت ان کو حسین تر بنا دیتی ہے۔ بجائے اس کے کہ ان کے اندر عیوب پیدا کر دے۔ اور یہی فیض ہے جو سوسائٹی میں بھی پھر جاری کرتے ہیں۔ غریب ہوتے ہوئے کلمہ خیر کہتے ہیں، لوگوں کو بہتر بنانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور بسا اوقات ایسے لوگوں کی نصیحتیں جو اپنی ذات میں کوئی بھی دلی خواہش نہ رکھتے ہوں نسبتاً امیر اور متمول لوگوں کے بہت زیادہ گہرا اثر کرتی ہیں۔ کئی ایسے درویش صفت آپ نے انسان دیکھے ہوں گے چلتے پھرتے لوگوں کی بھلائی میں باتیں کرتے رہتے ہیں۔ تو ان کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور یہ بتایا

SCL

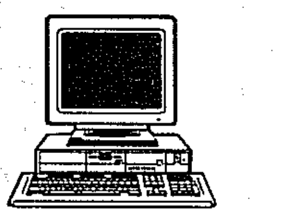

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

گیا ہے کہ ہر نیکی، ہر انفاق کی جزاء لازماً دنیا میں نہیں ملا کرتی۔ بعض لوگ صبر سے آزمائے جاتے ہیں اور صبر کی صفت کا پہلے ذکر فرما دیا، بتانے کے لئے کہ ان کا لمبا صبر ہے۔ یہ عمر بھر صبر کریں گے اور صبر پر ثابت قدم رہیں گے۔ ان کی جزاء "الدار" ہے۔ تمام تمنائیں، تمام امنگیں جو تھیں یا جن تک پہنچ بھی نہیں تھی وہ بھی اللہ تعالیٰ ان کے مرنے کے بعد پوری فرما دے گا اور ہمیشہ کے لئے ان کو تسکین کی اور امن کی زندگی عطا فرمائے گا۔ اب یہ فائدے ہیں۔ آپ دیکھیں دنیا میں جماعت احمدیہ کے سوا کوئی ہے جماعت جس کا اس مضمون سے تعلق ہو۔ کسی کا بھی تعلق نہیں۔ لوگوں کا لوگوں کے پیسے چھیننے سے تعلق ہے۔ تمام سیاسی نظام، تمام اقتصادی نظام، تمام معاشرے اس وقت ان سوچوں پر جاری ہیں کہ کس طرح دوسروں کے پیسے ہتھیائے جائیں۔ عدالتیں بھی اسی غرض سے قائم ہیں۔ پولیس بھی اسی غرض سے بنائی گئی ہے۔ فوجیں بھی آخر یہی کام کرتی ہیں، پیسے ہتھیانا لوگوں کے۔ لوگوں کے لئے خرچ کرنا، اپنے حقوق چھوڑنا اور غیروں پر جو خرچ کرنا جب کہ آپ بھی نہ ہو۔ بہت تنگی ترشی میں گزارہ کر رہا ہو انسان، اللہ کی رضا کا خیال نہ آئے تو صبر بھی نہ ہو پھر بھی حال یہ ہے کہ "ینفقون اموالھم" اپنے اموال وہ نیکی کے کاموں پر خرچ کرتے چلے جاتے ہیں۔

> **اللہ تعالیٰ نے جو مالی قربانی والوں کی تعریف بیان فرمائی ہے اس کی بنیاد ہی اس بات سے اٹھائی ہے کہ تلاوت کرنے والے لوگ ہیں، نمازیں قائم کرنے والے لوگ ہیں اور اس کے نتیجہ میں ان میں ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے قربانی کا**

پھر سورہ السبا میں آیت چالیس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر لہ" تو بتا دے لوگوں کو کہ میرا رب رزق کشادہ بھی کرتا ہے جس کے لئے چاہے "من عبادہ" اپنے بندوں میں سے "یقدر لہ" اور کسی بندے کے لئے وہ رزق کم بھی کر دیتا ہے۔ اس لئے اللہ کے تعلق میں صبر کی بھی ضرورت پیش آتی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی تھے، بہت امیر اور لمبے عرصہ سے نسلاً بعد نسل اچھا کمانے والے، تاجر خاندان کے فرد تھے ان کے کام بگڑنے شروع ہوئے۔ جو کچھ تجارت کے مال تھے ضائع ہونے لگے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بڑے عاجزانہ دعا کے لئے لکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی تو یہ الہام ہوا ۔

قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے ○ بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ گئے کہ قادر کرتا ہے اکثر یہی کرتا ہے مگر جب یہ چاہے کہ بنا بنایا توڑ دے تو کسی کو بھید نہیں ملتا، کیوں ایسا واقعہ ہو گیا، ہو کے رہتا ہے۔ وہ بھی اس بات پر صبر کر گئے اور سمجھ گئے کہ میرے لئے یہی مقدر ہے۔ چنانچہ وہ صدمے جو کسی اور تاجر کے لئے جان لیوا ہو سکتے تھے ان کے لئے مزید تسکین کا موجب بن گئے۔ وہ انتظار کر رہے تھے کہ اب میں جو چاہوں کروں میرا کام اب بگڑنا ہی بگڑنا ہے اور میرے اللہ نے مجھے بتا دیا ہے اور اللہ کی خاطر ایسا ہی ہونا چاہئے۔ تو وہ جوان کی تجارت کی بربادی جو بعد میں رونما ہوئی وہ اس پر بہت راضی رہے اور اس وجہ سے وہ بہت مرتبہ پا گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بڑے پیار سے ذکر فرمایا ہے۔

یہی مضمون ہے جو اس آیت میں بیان ہوا ہے "قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء" جس کے لئے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے رزق بڑھا دیتا ہے اور "من" کی طرف پھر ضمیر پھر رہی ہے "ویقدر لہ" اور "من" میں سے ایک ایسا شخص بھی ہوتا ہے اس کے بندوں میں جس کے لئے وہ رزق تنگ کر دیتا ہے۔ "وما انفقتم من شئی فھو یخلفہ" اور جو کچھ تم خرچ کرو گے یاد رکھو کہ اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ ضرور نکالے گا۔ اب یہاں جزاء دینے کا مضمون نہیں ہے۔ جس قسم کا آیت کا آغاز ہے اسی سے تعلق رکھنے والا مضمون اس دوسرے حصے میں بیان ہوا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میری راہ میں خرچ کرنے والوں کو کہہ دو کہ تمہارا رزق تو میں ضرور بڑھاؤں گا فرمایا ہے "وما انفقتم من شئی فھو یخلفہ" کام تم کرتے ہو نتیجہ وہ نکالتا ہے۔ بسا اوقات تمہارا نقصان چاہتا ہے۔ جس قسم کے تم کام کر رہے ہو اس کا طبعی نتیجہ نقصان نکلنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کا جاری قانون جو ہے وہ اپنا عمل دکھاتا ہے اور اس سے تم پھر بچ نہیں سکتے۔ اس لئے دنیا کی تجارتوں میں ہوش ضروری ہے اور جہاں ہوش میں کمی آئی وہاں بعض دفعہ بنے بنائے کام اس لئے بگڑتے ہیں کہ "یخلفہ" کا مضمون چل پڑتا ہے۔ جیسا تم نے کام کیا اللہ ویسا ہی نتیجہ نکالے گا۔ یہ فی سبیل اللہ خرچ کی بات نہیں ہو رہی۔ چنانچہ یہاں "انفقتم" بغیر سبیل اللہ کے ہے لیکن فی سبیل اللہ خرچ بھی اس میں شامل ہے آخر۔ بعض لوگ فی سبیل اللہ کرتے ہیں اس میں "یخلفہ" کا مضمون وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس کو ایسی تجارت مل جائے گی جو "لن تبور" کبھی وہ گھاٹے میں نہیں پڑے گی۔ ان کو ایسا دار نصیب ہو جائے گا جو ہمیشگی کا دار ہے اور ہر نعمت سے بھرا ہوا ہے۔ تو ہر آیت کے مضمون میں ایک جیسے لفظ کو دیکھ کر خود بخود یہ خیال نہ کر لیا کریں کہ وہی بات ہو رہی ہے۔ ہر آیت کا ماحول الگ الگ ہے۔ ایک ہی مضمون بظاہر بیان ہو رہا ہے مگر تھوڑے تھوڑے فرق کے ساتھ پورے مضمون کا منظر بدل گیا ہے اور اس نئے منظر میں ڈوب کر اس آیت کے مضمون کو سمجھنا ضروری ہے۔

اور جہاں تک اس کے نتیجے میں نقصان کا تعلق ہے ایک گر بتا دیا آخر پر "وھو خیر الرازقین" کہ رزق دینے والوں میں سب سے اچھا وہی ہے اس لئے ایسی صورت میں اسی کی طرف جھکا کرو۔ جب تمہاری چالاکیاں کام نہ آئیں تمہاری کوششیں ناکام، نامراد ثابت ہوں۔ جب ہر ذریعہ تجارت کو فروغ دینے کا تجارت کے نقصان کا موجب بن رہا ہو تو یہ یاد رکھنا "ھو خیر الرازقین" وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ اس سے تعلق جوڑو، اس کے حضور گریہ وزاری کرو تو بسا اوقات وہ ان حالات کو بدل دیتا ہے۔ اور یہاں "یخلفہ" کا مضمون نہیں بلکہ تقدیر الٰہی کا مضمون چلتا ہے یعنی دعا کی غالب تقدیر کا مضمون۔

اب میں چند حدیثیں اس مضمون کے تعلق میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ ان سے راضی ہو یا راضی ہوا، بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کے مال و متاع برباد کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کا مال و متاع برباد کر۔ یہ جو مضمون ہے کہ عرش معلیٰ پر انسانی نظام کو یا خدا تعالیٰ کی کائنات کے نظام کو چلانے والے جو وجود ہیں وہ فرشتے کہلاتے ہیں۔ تو دو فرشتے اترتے ہیں سے یہ مراد نہیں کہ انسانوں کی طرح کوئی دو شخص اتر رہے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث پر غور کرنے سے جو فرشتوں کا مضمون سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح وقت کی مناسبت سے پہرے ہوتے ہیں، وقت کی مناسبت سے ڈیوٹیاں بدلا کرتی ہیں ہر وقت کے لئے اس وقت کے نظام کو چلانے کے اللہ تعالیٰ کے خاص مامور فرشتے ہیں، اور صبح کا نظام ہے اندھیروں سے روشنی میں انسان داخل ہو رہا ہے کئی قسم کی نئی امنگیں پیدا ہو رہی ہیں، کئی قسم کے امکانات دوبارہ ابھر رہے ہیں، کئی قسم کے امتحانات نئے درپیش ہیں ان موقعوں کے لئے اس مضمون سے تعلق والے فرشتے ہوتے ہیں۔ تو دو فرشتوں سے مراد یہ ہے کہ اس مضمون میں دو قسم کے فرشتے ہیں جو خاص طور پر حرکت میں آ جاتے ہیں ان کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ ایک وہ ہیں جو خدا کی خاطر خرچ کرنے والوں کے دلوں کو تقویت دیتے ہیں اور ان کے اموال میں برکت کا موجب بنتے ہیں اور دوسرے عمل جو فرشتوں کے طبعاً جاری ہیں اس کے علاوہ دعا بھی کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے۔ ایسے فرشتوں کے ذکر میں فرماتا ہے۔ وہ کہتے ہیں اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ تو بد دعا جو ہے دراصل اس عمل کرنے والے کے عمل کا ایک طبعی نتیجہ ہے۔ اس طبعی نتیجے کو حرکت دینے اس کو مزید آگے بڑھانے میں یہ دعا اصل میں منظر کشی کر رہی ہے قانون قدرت کی کہ فرشتے اس کے خلاف ہو جاتے ہیں۔ فرشتے جو محنتوں کے پھل بناتے ہیں یا محنتوں میں نقص کے نتیجے میں پھلوں کو ضائع کر دینے کے قانون پر راج کر رہے ہیں ان کے اختیار میں وہ قوانین ہیں۔ ان کی دعا کا مطلب یہی ہے کہ ان کا عمل پھر ان کے خلاف شروع ہو جاتا ہے۔ کئی دفعہ ایک انسان کہتا ہے کہ ہم نے تو بہت سے کنجوس ایسے دیکھے ہیں جن کے اموال میں بڑی برکت پڑی وہ بڑھتے رہے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا مال آپ کو دکھائی نہ بھی دے تو ہلاک ہو چکا ہوتا ہے۔ کئی دفعہ لوگ یہ سوچتے ہی نہیں کہ بعض ایسے امیر ہیں جن کے مال تجوریوں میں ہیں یا بنکوں میں پڑے ہوئے ہیں اور ایسے کنجوس ہیں کہ ان کے اپنے اموال سے آپ کبھی فائدہ اٹھا ہی نہیں سکے۔ اب بتائیں ان میں اور غریب میں فرق کیا ہے۔ ان کا مال ان کے لئے ہلاک ہو ہی گیا ہے۔ ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں۔ یوں ہی آپ کو وہم ہے کہ ان کے ہاتھ میں خزانے ہیں، خزانے نہیں خزانوں کی چابیاں ہیں اور ایسے ہاتھوں میں ہیں کہ وہ اپنے خزانوں سے پیسے نکال ہی نہیں سکتے تو چوکیدار ہو گئے۔ اور ہر وقت کا غم کہ مال ہلاک نہ ہو جائے۔ یہ دراصل ہلاکت کی بد دعا کا نتیجہ ہے۔ ایسے لوگوں کو جو مال تالوں میں بند پڑا ہے اس کے تحفظ کا بھی کبھی یقین نہیں ہوتا۔ ہر وقت ایک غم میں گھلتے چلے جاتے ہیں۔

میں نے ایک دفعہ پاکستان کے ایک کروڑ پتی تاجر کا واقعہ بیان کیا تھا۔ ان کے ایک احمدی رشتہ دار تھے

MARMALADE - YOGHURT - KONFITURE -
FILLER
FULLY AUTOMATIC FILLING AND SEAMING
HAMBA 2400 TUMBLE FILLER
OUTPUT: 2.400 TUMBLER PER HOUR
VOLUME: 55mm/75mm ALSO 95 mm
REQUIREMENT: 3 kw - WEIGHT: 600 kg
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

COLMAN
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 2611

جوایک دفعہ ایک بڑی دعوت میں جوانہوں نے کی تھی جس میں تمام پاکستان کی معزز ہستیاں شامل تھیں اس دعوت میں ان رونقوں کو دیکھ کر اس سے مرعوب ہو کر اس نے اپنے عزیز سے سوال کیا کہ تمہاری تو موجیں ہی موجیں ہیں تمہیں تو سب کچھ حاصل ہو گیا ہے۔ اچانک اس کی کیفیت بدل گئی۔ ضبط مشکل ہو گیا۔ کہتے ہیں اس نے بٹنوں کو کھولا بھی نہیں یوں پھاڑ کے چھاتی کہ یہاں جھانک کر دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ آگ لگی ہوئی ہے۔ تمہیں وہم ہے کہ تسکین ہے۔ تو بعض دفعہ آپ دیکھ رہے ہیں بظاہر کہ ان کو کچھ بھی نہیں ہوا۔ لیکن یہ جو فرشتوں کی دعا ہے یہ کام ضرور کرتی ہے۔ ان کی اولادیں بسا اوقات انہی پیسوں سے برباد ہو جاتی ہیں جو ان کو ورثوں میں ملتے ہیں۔ اور پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظاہری طور پر بھی ان کی تجارتیں اچانک ایک ایسے موڑ پر چلی جاتی ہیں جہاں سے پھر واپسی ممکن نہیں رہتی۔ ہزار قسم کی بلائیں ٹوٹ پڑتی ہیں۔ تو آپ اپنی آنکھ سے دیکھ کر کسی کے سکون اور اس کے اطمینان کا فیصلہ نہ کیا کریں۔

اللہ کے بزرگ بندے خصوصاً انبیاء جو بزرگی میں سب سے بالا ہوتے ہیں وہ اپنی قربانی کی سب سے زیادہ قیمت وصول کرنے والے ہیں کیونکہ ان کی ہر چیز "تجارۃً لن تبور" کے لئے وقف ہو جاتی ہے

قرآن کریم نے جو مضامین بیان فرمائے ہیں بہت گہرے ہیں اور یہی سچے ہیں۔ امیر آدمی کو کوئی چین نہیں اگر انفاق نہیں کرتا۔ انفاق ہی میں سکون ہے۔ انفاق میں بظاہر انسان مال ہلاک کر رہا ہے لیکن اس کی اتنی قیمت وصول نہیں کرتا کہ اس کا کوئی حساب ہی نہیں ہے۔ قیمت وصول کرنے سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ فوراً اللہ تعالیٰ ادھر ایک ہاتھ سے کوئی دے اور دوسرے ہاتھ سے بہت زیادہ اس کو لوٹا دے۔ ایسا بھی ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے مگر ان لوگوں کے لئے یہ تسکین بخش ہے جن کی نیت یہ نہیں ہوتی۔ نیت ایک نیک کام پر خرچ ہے، اللہ کی رضا کی خاطر خرچ ہے، ایسا خرچ جو ہے وہ جو تسکین بخشتا ہے وہ دنیا کا کوئی اور خرچ نہیں بخش سکتا۔ اب بعض دفعہ کسی ایک غریب کو روٹی کھلا کر جو حاجت مند ہو اور آپ کی آزمائش ہو آپ نہ بھی کھلا سکتے ہوں اپنا حق چھوڑ کر اس کو کھلا رہے ہوں، چھوٹا سا ایک واقعہ گزر جائے آپ کی ساری زندگی کا سرمایہ بن جائے گا۔ موت کے کنارے پر بھی جب آپ سوچیں گے کہ شاید میرے لئے کوئی چیز نجات کا موجب بن جائے تو یہ ایک چھوٹا سا واقعہ ابھر کے آپ کی آنکھوں کے سامنے آجائے گا کہ اور تو میں کچھ نہیں کر سکا شاید یہی چیز مجھے ہلاکت سے بچا لے اور اللہ کے نزدیک میں قابل بخشش ٹھہروں۔ تو نیکیوں کا اجر ضروری نہیں کہ جسمانی طور پر دکھائی دے یا مادی رنگ میں عطا ہو۔ وہ اجر وہیں ملنا شروع ہو جاتا ہے جہاں نیکی نے عمل دکھایا ہو اور باقی اجر مٹ جاتے ہیں، کہانیاں بن جاتے ہیں یا ایک ہاتھ سے آئے دوسرے ہاتھ سے نکل گئے۔ لیکن نیکیوں کے اجر مستقل، نہ مٹنے والی تجارت بن کر ساتھ رہتے ہیں۔ ایک یہ بھی معنی ہے "لن تبور" نیکیوں کے مزے، ان کی لذتیں، ان کی تسکینیں وہ جو طمانیت بخش جاتی ہیں وہ نہ ختم ہونے والی ہیں اور جن کو اس کی عادت ہو، جن کی ساری زندگی اس میں کٹی ہو، ان کی تو موجیں ہی موجیں ہیں۔ دشمن سمجھتا ہے کہ بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں اللہ کے انبیاء اتنے پیارے دیکھو کتنے دکھ دئے جا رہے ہیں۔ مگر جن کے ہاں صبح سے شام تک خیرات بٹتی ہو ان کی تسکین کا کوئی دوسرا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے یہ وہ تجارت ہے جس کے متعلق فرشتے دعائیں دیتے ہیں کہ اے اللہ ان کے مال کو بڑھاتا چلا جا، ان کی تسکین کو بڑھاتا چلا جا، وہ غلام عطا کر دے ان کو جو ان جیسے ہی بننے شروع ہو جائیں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حق میں سب سے زیادہ یہ دعائیں سنی گئی ہیں فرشتوں کی۔ دیکھو کیسے کیسے آپ نے خرچ کرنے والے پیدا کئے ہیں اور ایسے خرچ کرنے والے جو رضاء الٰہی کے سوا کسی اور طرف مال کی خاطر کسی آنکھ سے دیکھتے ہی نہیں تھے، نظر بھی نہیں کرتے تھے اس طرف۔ "محمد رسول اللہ والذین معہ" ان کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتا ہے "یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا" ان کو پھر دنیا کمانے کی کوئی غرض نہیں رہتی۔ دنیا بھی کماتے ہیں تو اللہ ہی سے کماتے ہیں۔ فضل بھی اسی سے چاہتے ہیں یعنی اموال، دنیا کے اموال کے لئے رحمت کے مقابل پر فضل کی اصطلاح زیادہ استعمال ہوئی ہے قرآن کریم میں، "یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا" اور فضل کماتے ہیں تو رضوان بھی کماجاتے ہیں، ایک یہ بھی معنی ہے۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ فضل کی الگ دعا کر رہے ہیں رضوان کی الگ۔ وہ جن کا مال خدا کی راہ میں خرچ ہوتا ہے ان کا فضل کمانا رضوان کمانا ہی بن جاتا ہے۔ جتنا بھی خدا ان کو زیادہ دیتا ہے گویا رضوان زیادہ دے رہا ہے۔ کیونکہ ان کے مال کا ہر حصہ اللہ کی رضا کی خاطر خرچ ہو رہا ہوتا ہے۔ تو کنجوس بے چارے کی تو زندگی ہی کوئی نہیں۔ اس کا ایک اور نقشہ خدا کی راہ میں سخی یا دنیا میں بھی جو سخی ہو اور کنجوس اس کے مقابل پر ہو اس کا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نقشہ کھینچا ہے۔ میں وہ بتاتا ہوں آپ کو، ابھی آگے وہ آئے گا مضمون جو اسی مضمون سے تعلق رکھتا ہے۔ سردست میں آپ کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت سناتا ہوں جو بخاری کتاب الزکوۃ سے لی گئی ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ اگر رشک کرنا ہے تو دو شخصوں پر کرو۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم و حکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، ان کی تربیت کرتا ہے۔

وہ جو پہلا مضمون میں نے قرآن کی آیت کے حوالے سے بیان کیا تھا اس کی تصدیق یہ حدیث کر رہی ہے کہ وہ لوگ جو دنیا کا خرچ نہیں پاتے اپنے پاس خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے، ان کی توجہ پھر دانائی کی باتیں پھیلانا، برائیوں کو دور کر کے نیکیاں پیدا کرنا ان امور کی طرف بٹ جاتی ہے۔ جس طرح بعض دفعہ لوگ بینائی سے محروم ہوں تو حافظہ تیز ہو جاتا ہے، کچھ نہ کچھ انسان رد عمل ضرور دکھاتا ہے۔ تو ان لوگوں کا نقشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بھی اسی رنگ میں بیان فرمایا ہے کہ خدا کے بندے دو قسم کے ہیں جن کے پاس کچھ نہ ہو وہ دانائی خرچ کریں گے پھر۔ جو بھی اللہ نے حکمت عطا کی ہے اس کو راہ خدا میں قربان کرتے پھریں گے۔ تو یہ دونوں بندے ہیں جن پر رشک کرنا چاہئے۔ "ممارزقناھم" کی تفسیر خود بخود ظاہر ہو گئی اس سے کہ "رزقناھم" کے دو پہلو ہیں۔ ایک دنیاوی فوائد، نظر آنے والے فوائد، ایک وہ فوائد جو صلاحیتوں کے طور پر اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

ترمذی باب فضل النفقہ سے حضرت خریم بن فاتح کی روایت ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے رستے میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلے سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔

اب یہاں جو لفظ سات سو ہے اس کی وضاحت کی خاطر میں نے آج آپ کے سامنے یہ حدیث پڑھی ہے۔ احادیث جمع کرنے کے ادوار میں بعض ادوار ایسے آئے ہیں جن میں اعداد و شمار پر بہت زور ملتا ہے۔ اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایسی ساری حدیثیں اس طرح قابل اعتماد نہیں جس طرح اول دور کی حدیثیں ہیں۔ ان میں لامتناہی اجر کی باتیں ملتی ہیں یا وہ لفظ ملتے ہیں اعداد کو ظاہر کرنے کے لئے جو عربی میں دراصل لامتناہی مضمون کو بیان کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ سات دفعہ، ستر دفعہ یہ وہ مضمون ہیں جو عربی زبان میں لامتناہی کے معنے ہی رکھتے ہیں۔ سورہ فاتحہ بھی ایک لامتناہی کتاب ہے اس لئے اس کی آیتیں بھی سات ہی رکھی گئی ہیں۔ مگر بعض حدیثیں اعداد و شمار کو اس طرح اہمیت دیتی ہیں کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مزاج کے خلاف دکھائی دیتا ہے اس لئے یا تو ان کا معنی سمجھنے میں سننے والے نے غلطی کی ہے یا پھر وہ بعد میں وضع کی گئی ہونگی۔ مگر یہ حدیث جو میں نے لی ہے یہ ترمذی کی ہے یہ اس بعد کے دور کی نہیں ہے۔ اس لئے اس کے معنے پر غور کرنا ہوگا۔ میں نے ضمناً آپ کو تنبیہ کی ہے کہ جو اعداد و شمار والی حدیثیں ہیں وہ بعض دفعہ ایسے حیرت انگیز مضامین بیان کرتی ہیں جو اعلیٰ حدیث کے مضامین سے براہ راست متصادم ہو جاتے ہیں اور قرآن کریم سے بارہا متصادم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ اعداد کے مضمون کو ٹھہر کر غور کر کے دیکھیں یہ معلوم کریں کس کتاب میں سے ہے، کس دور کی حدیث ہے اور پھر مضمون سمجھنے کی کوشش کریں۔ ورنہ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک بات اگر خدا کی خاطر یوں کر دے تو اسے ستر حفاظ قرآن کے برابر ثواب ہوگا۔ اب بتائیے ایک آدمی ایک حرکت کرتا ہے ستر حفاظ قرآن اور پھر آتا ہے بعض دفعہ کہ ستر یا زائد ساری عمر عبادت کرنے والوں کے برابر اس کو ثواب ہو جائے گا۔

امیر آدمی کو کوئی چین نہیں اگر وہ انفاق نہیں کرتا۔ انفاق ہی میں سکون ہے

اب اگر یہ مضمون اس طرح اعداد میں سمجھا جائے تو سارا نظام جزاء سزا درہم برہم ہو جاتا ہے اور قرآن کریم کی آیات سے اس قسم کی احادیث متصادم دکھائی دیتی ہیں۔ اس لئے یا تو کوئی ایسا معنی بہت گہرا غوطہ کر کے نکالنا پڑے گا جو باقی مضامین سے متصادم نہ ہو یا پھر یہ سمجھیں کہ اس دور کی پیداوار ہے جب عادت تھی لوگوں کو کئی قسم کے مبالغے کرنے کی اور نیکیوں میں بھی مبالغے کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا کرتے تھے مگر یہاں جو میں عرض کر رہا ہوں میرے نزدیک چونکہ ترمذی کی

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائینوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کرواسکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

حدیث ہے پہلے دور کی حدیث ہے اس لئے ہم اس بناء پر اس کو رد نہیں کر سکتے کہ فرضی بات ہے۔ سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے یہ دراصل ثواب کا لفظ جو ہے یہ مطلب اس کا نہیں، میں یہ نہیں سمجھتا کہ ایک روپیہ خرچ کیا ہے تو سات سو روپے مل گئے یہ معنے غلط ہیں۔ ایک روپے کے خرچ میں بعض دفعہ دنیا میں اگر کوئی معقول خرچ کرتا ہے تو ایک لاکھ بھی مل جایا کرتے ہیں۔ حکمت سے کیا ہوا خرچ دنیا میں ہی بہت زیادہ فائدے پہنچا دیا کرتا ہے۔ تو سات سو گنا کی نسبت اس روپے سے نہیں ہے جو خرچ کیا گیا ہے۔ سات سو گنا کی نسبت اس ثواب سے ہے جو انسان اپنی کوششوں سے حاصل کرتا ہے۔ اپنی کوششوں سے جو تم کما کر بہت ہی زیادہ فائدے اٹھاتے ہوا اپنی طرف سے۔ بعض دفعہ لاٹری ڈالی ہے تو ایک پونڈ کے بدلے ایک ملین مل گیا۔ خدا کی خاطر جو تم روپیہ پھینکو گے اپنی طرف سے تمہارے بہترین اجر کے مقابل پر وہ سات سو گنا زیادہ ہو گا۔ یہ مضمون اگر سمجھیں تو یہ دل کو تسکین بخشتا ہے۔ ورنہ سات سو کا حساب کر کے اللہ دے تو وہ غریب جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں دو دو آنے خرچ کئے تھے اور ان کا ذکر خیر آپ کی کتابوں میں ہمیشہ کے لئے جاری ہو گیا۔ اس حدیث کو اگر ان معنوں میں سمجھیں جو عام طور پر لوگ بناتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ چودہ سو آنے مل گئے۔ وہ چودہ سو آنے کیا

اس لئے جماعت ان آیات کی روشنی میں مالی قربانیوں میں بھی بڑھے اور یہ عرض کرے اللہ سے کہ "الدار" تو تو نے دینا ہی دینا ہے مگر اس دنیا میں بھی جو وعدے کئے ہیں جلد بڑھانے کے وہ دے۔ کیونکہ ہمیں تیری خاطر تیری رضا کمانے کے لئے، اس کے تقاضے پورے کرنے کے لئے بکثرت روپوں کی ضرورت ہے۔ ہم نے کسی اور سے نہیں مانگنا، تیرے در پہ جھکنا ہے

چیز، ان کی حیثیت کیا، مگر بعض دفعہ ایک تاجر دو آنے خرچ کرتا ہے اور اس سے بے حد فیض پا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے بعد ہی خلیفۃ المسیح الاول ؓ کے زمانے میں مگر ایسے دوست جو صحابی بھی تھے۔ ماٹا کہتے تھے ہم ان کو۔ وہ ماٹا صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اول ؓ سے یہ عرض کیا کہ میں بہت غریب آدمی ہوں مجھے کچھ دیں۔ آپ نے فرمایا دیکھو میں دو آنے دوں گا لیکن ایک وعدہ کرنا پڑے گا۔ میں تمہیں ایک تجارت بتاتا ہوں وہ شروع کر دو اور دو آنے تمہارا سرمایہ ہیں۔ یہ نہیں کھانا کبھی۔ جو پیٹ بھرنا ہے منافع سے بھرو اور کوشش کرو کہ یہ سرمایہ بڑھتا رہے۔ تو انہوں نے چھابڑی بنائی جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ نے فرمایا تھا۔ دو آنے کے چنے لئے اس میں سے شاید پیسہ بچا کے نمک مرچ خریدے، کوئی املی خریدی اور وہ چھابڑی لگالی۔ اور اس چھابڑی سے وہ صاحب جائیداد بن گئے اور انہوں نے چھابڑی نہیں چھوڑی۔ جب ہم وہاں سکولوں میں پڑھا کرتے تھے تو ماٹے کے چنے کا اتنا شوق تھا کہ جو پیسے کبھی بچتے تھے گھر سے وہ وہاں آتے جاتے ماٹے کے چنے کھایا کرتے تھے۔ سادہ سے چنے تھے، بیچ میں آلو بھی ڈالے ہوتے تھے تھوڑے سے۔ مگر جوان کا مزہ تھا وہ مزہ ہی اور تھا، اس میں دعائیں بھی شامل تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ نے جس دعا کے ساتھ وہ دو آنے دئے تھے اس میں دیکھیں کتنی برکت پڑی۔ صاحب جائیداد ہو گئے اور ان کی اولاد سب دنیا میں پھیلی پڑی ہے۔ ابھی ربوہ سے بھی ایک ان کے بیٹے ملنے کے لئے آئے تھے یا ان کے پوتے عبدالرحمان صاحب جوان کے بیٹے تھے وہ ٹانگے والے بن گئے تھے۔ ان کے بچے ملنے آئے۔ سارے خوش حال ہیں، اپنے خرچ سے یہاں آئے، اپنے خرچ سے جلسہ کی خاطر آئے جلسہ دیکھ کر واپس چلے گئے کوئی اور تمنا نہیں تھی تو یہ دو آنے کی برکت ہے۔

میں یہ کہتا ہوں کہ سات سو گنا سے مراد یہ ہے کہ تم نے جو دو آنے استعمال کئے حکمت کے ساتھ دنیا کے قوانین کو جو خدا نے جاری کئے ہیں ان کو بہترین استعمال میں لاتے ہوئے اتنی برکتیں مل گئیں۔ مگر اللہ جو برکتیں ڈالے گا وہ ان ساری برکتوں کی انتہا سے سات سو گنا زیادہ ہونگی۔ یہ دیکھیں تو وہ مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے چندے کے دو آنے کی سمجھ آ جاتی ہے۔ وہ اس تجارت سے بڑھے ہوئے مال کے مقابل پر واقعی سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ ہیں۔ اور جہاں بھی سات سو گنا یا آٹھ سو گنا کی بات ہو وہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ قرآن کریم نے جب گنا کی بات کی ہے تو وہی دراصل مثال، اصل مثال ہے جس سے آگے مثالیں بنی چاہئیں۔

وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض تمہارے انفاق ایسے ہیں جیسے ایک بیج ڈالو اس میں سے سات کونپلیں نکلیں۔ ہر میں بالیاں ہوں جو سو (۱۰۰) سو (۱۰۰) دانے رکھتی ہوں تو یہ سات سو گنا زیادہ بن جاتا ہے۔ سات کونپلوں پر جو بالی ہو ہر بالی میں سو دانے ہوں تو سات سو گنا بن جاتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ جس کے لئے چاہتا ہے زیادہ بڑھا دیا کرتا ہے۔ یہیں نہ ٹھہر جانا۔ تو ایک ذریعہ اس حدیث کو سمجھنے کا یہ بھی ہے کہ سات سو کا جو ذکر ہے، ایک ابتدائی تمثیل کے طور پر ہے۔ اتنا تو تمہیں دے ہی دے گا نا اور وہ بھی بہت ہوتا ہے۔ ایک بیج ڈالے آدمی اس سے سات سو بیج بن جائیں یعنی ایک من پہ سات سو من گندم نکلے تو بہت بڑی جزاء ہے۔ لیکن فرماتا ہے کہ "یضاعف لمن یشاء" مضمون یہ ہے کہ یہاں ٹھہر نہ جانا اس کا لامتناہی قانون بڑھاتے رہنے کا بھی ایک جاری و ساری ہے۔ وہ پھر جتنا چاہے دیتا چلا جائے گا اور اس کا تعلق نیت کے خلوص سے ہے۔

چنانچہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز کی مثال دیتے ہوئے فرمایا تھا اس کو عام نمازوں کی طرح نہ سمجھنا۔ اس کی ایک نماز تمہاری کتنی نمازوں پر زیادہ حاوی ہے۔ تو پھر نیت کا مضمون بیچ میں داخل ہو جاتا ہے۔

کچھ اور باتیں بھی اس ضمن میں بیان کرنے والی تھیں مگر میں انشاء اللہ پھر بیان کروں گا۔ وقت ہو گیا ہے۔ ایک اعلان کرنا تھا جو باقی رہ گیا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کا آٹھواں سالانہ اجتماع شروع ہونے والا ہے ۱۸ اگست سے شروع ہو رہا ہے تین دن جاری رہے گا۔ انہوں نے سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا ہے اور دعا کی درخواست کی ہے۔

صرف یہ کہہ کر اب میں بات ختم کرتا ہوں کہ ہم جس دور میں داخل ہو گئے ہیں وہاں ہمیں اب جلد جلد ان احادیث کے، ان قرآنی مضامین کے پورا ہونے کا اس دنیا میں انتظار رہے گا اور بار بار رہے گا۔ کیونکہ جس تیزی سے جماعت پھیل رہی ہے اس تیزی سے مالی تقاضے بھی بڑھ رہے ہیں۔ آغاز میں یہ جو نئے آنے والے ہیں یہ جتنی قربانی دے سکتے ہیں اس سے بہت زیادہ خرچ چاہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تالیف قلب کے تعلق میں ان تقاضوں کو بیان فرمایا ہے۔ پھر ان کی تربیت کے لئے جو نظام بنانا ہے، جس قدر مربی چاہئیں، جس قدر سکولز، ہاسپٹلز اور اس قسم کی چیزیں ہمیں چاہئیں ان پر ابتداء میں ہمیں سرمائے کی ضرورت ہے۔ اب ٹیلی ویژن کے ذریعے بھی ان کے ہاں نئی نئی قوموں میں، نئی نئی جگہوں پر ٹیلی ویژن کے انٹیناز نصب کرنے ہیں۔ پھر وقت کے تقاضے ہیں کہ اور زیادہ وقت بڑھایا جائے۔ اب میں کوشش کر رہا ہوں کہ اللہ کے فضل کے ساتھ یہ جو افریقہ اور پاکستان وغیرہ میں بھی، یورپ میں بھی جو وقت اس وقت میسر ہے اس سے کئی گنا زیادہ وقت حاصل کر لیا جائے۔ کیونکہ اب ہمارے اندر اس وقت کے اندر سمٹ کر رہنے کی گنجائش نہیں ہے۔ انسان بڑا ہو تو کپڑے بڑے کرنے پڑتے ہیں اور بچے زیادہ ہوں تو گھر بڑے کرنے پڑتے ہیں۔ تو جماعت احمدیہ اس دور میں داخل ہو رہی ہے جہاں اتنی تیزی سے بدن بڑھ رہے ہیں کہ کل کے کپڑے چھوٹے دکھائی دینے لگے ہیں، کل کا گھر بالکل معمولی سا ہو گیا ہے۔ اس لئے جماعت ان آیات کی روشنی میں مالی قربانیوں میں بھی بڑھے اور یہ عرض کرے اللہ سے کہ "الدار" تو تو نے دینا ہی دینا ہے مگر اس دنیا میں بھی جو وعدے کئے ہیں جلد بڑھانے کے وہ دے۔ کیونکہ ہمیں تیری خاطر تیری رضا کمانے کے لئے، اس کے تقاضے پورے کرنے کے لئے بکثرت روپوں کی ضرورت ہے۔ ہم نے کسی اور سے نہیں مانگنا، تیرے در پہ جھکنا ہے۔ محمد ؐ رسول اللہ کے وہ ساتھی بن کے دکھانا ہے کہ "یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا" وہ اللہ ہی سے فضل چاہتے ہیں اور ہر فضل جوان کو عطا ہوتا ہے وہ اللہ کی رضوان بن جاتا ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جزیرہ سری لنکا میں احمدیت

(محمد عمر مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن کیرلہ انڈیا)

جزیرہ سری لنکا ہندوستان کے جنوب میں بحر ہند میں واقع ایک آزاد جمہور ملک ہے۔ اس کا سابقہ نام سیلون (Ceylon) تھا۔ اس کا موجودہ دارالسلطنت شری جے وردھنا پورم ہے۔ جہاں صدر مملکت کا مرکز، پارلیمنٹ اور دیگر مرکزی دفاتر ہیں۔ اس کا تجارتی و صنعتی مرکز کولمبو ہے۔

سری لنکا میں احمدیت کا پیغام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک میں آپکا پیغام چند کتب کے ذریعہ یہاں پہنچ گیا تھا۔ ان کتب کے نتیجہ میں یہاں کے ایک معزز I.L.M. عبدالعزیز صاحب نے ۱۹۰۷ء میں بذریعہ خط حضور اقدس علیہ السلام کی بیعت کر کے سری لنکا کے پہلے احمدی ہونے کا شرف حاصل فرمایا۔ انہوں نے ایک مقامی اخبار Muslim Neshan میں A Shortage Sketch of Ahmadiyya Movement جماعت احمدیہ کے تعارف میں ایک مضمون شائع کیا۔

۱۹۱۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت صوفی غلام محمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ ماریشس جاتے ہوئے سری لنکا میں تین ماہ کے لئے قیام پذیر ہوئے۔ آپ نے یہاں مختلف مقامات میں بذریعہ پبلک لیکچر احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ اس کے نتیجہ میں ۳۰ افراد پر مشتمل ایک جماعت قائم ہوئی۔

مورخہ ۹ مئی ۱۹۱۵ء میں بمقام Kandy کی Muslim Youngmen Association (M.Y.M.A) کے زیر اہتمام آپ نے وفات مسیح علیہ السلام اور ظہور امام مہدی کے عنوانوں پر تقریر کی جس میں مسلمانوں میں پائی جانے والی بعض بدعات اور مشرکانہ رسم و رواج کے خلاف آواز بلند کی جس کے نتیجہ میں مولویوں نے آپ کی شدید مخالفت کی۔ جب مخالفت کا سلسلہ شروع ہوا تو ساتھ ہی بفضلہ تعالیٰ جماعت تبلیغی میدان میں آگے بڑھتی گئی۔

دوتن

۱۹۱۷ء سے "دوتن" (The Message) کے نام سے تامل زبان میں ایک ماہنامہ شائع ہونے لگا۔

۱۹۲۰ء میں کولمبو میں دو ہزار روپے میں ایک جگہ خریدی گئی جس میں نماز، جمعہ اور دیگر جماعتی تقریبات منعقد ہوتی رہیں۔

اسی دوران محترم حضرت سردار عبدالرحمن صاحب رضی اللہ عنہ سابق مہر سنگھ ایک مختصر عرصہ کے لئے یہاں تشریف لائے اور کولمبو ٹاؤن ہال میں اور دیگر مقامات میں پبلک لیکچرز دیئے۔ اس کے بعد محترم مولوی اے۔پی۔ابراہیم صاحب مرکز کی طرف سے یہاں کے مبلغ مقرر کئے گئے۔

۱۹۲۳ء میں کولمبو سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر نگمبو میں دس افراد پر مشتمل ایک جماعت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہاں ایک قطعہ زمین خرید کر ایک مسجد کی تعمیر کی گئی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی آمد

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشہور صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو یہاں تشریف لائے اور ۶ نومبر تک قریباً ایک ماہ قیام پذیر ہوئے۔ Islam & Christianity کے زیر عنوان آپ کی پبلک تقاریر مختلف مقامات میں ہوئیں جس کے نتیجہ میں جماعت کی شہرت سری لنکا کے طول و عرض میں ہونے لگی، یہاں کی بدھسٹ ایسوسی ایشن نے آپ کی ایک پبلک تقریر رکھی۔ آپ کی ایک تقریر Wesley College Literary Association میں ہوئی جس کی صدارت اس کالج کے پرنسپل نے کی۔

نیز کینیڈی بدھسٹ لیکچر ہال میں بھی آپ کے دو لیکچرز ہوئے۔ اس طرح بفضلہ تعالیٰ آپ کی آمد اور لیکچروں سے احمدیت کی شہرت جزیرہ کے مختلف اطراف میں ہونے لگی۔

مولانا عبداللہ صاحب فاضل کی آمد

جماعت احمدیہ کے جید عالم اور مختلف زبانوں کے ماہر محترم مولانا عبداللہ صاحب فاضل مبلغ انچارج کیرلہ (مرحوم) ۱۹۳۷ء میں یہاں تشریف لائے۔ اس کے بعد ۱۹۵۱ء تک ہر سال کچھ عرصہ کے لئے یہاں تشریف لاکر احمدیت کے تعارف میں مختلف مقامات میں لیکچرز دیتے رہے اور جماعت کی تبلیغ اور تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں کوشاں رہے۔

مولانا محمد اسمٰعیل منیر صاحب کی آمد

آپ مورخہ ۲ اگست ۱۹۵۱ء کو بطور مبلغ انچارج مقرر ہوکر مرکز ربوہ سے یہاں تشریف لائے اور ۸ اپریل ۵۸ء تک یہاں قیام پذیر رہے۔ آپ کے ذریعہ یہاں باقاعدہ مشن کا قیام ہوا اور ایک نئی روح اور ولولہ کے ساتھ جماعتی سرگرمیاں تیز ہونے لگیں۔ اس عرصہ میں جماعت نے کولمبو میں ایک عمارت مشن ہاؤس کے لئے خریدی۔ نیز نگمبو میں خرید کردہ زمین سے ملحق ایک ایکڑ قطعہ زمین بھی خریدا گیا۔ ۱۹۷۱ء میں مسجد کی توسیع کی گئی۔

۱۹۵۵ء میں ماہنامہ "دوتن" تامل، سنہالی اور انگریزی زبانوں میں شائع ہونے لگا۔ ۵۲ء میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ایک رؤیا دیکھی کہ سنہالی زبان میں ہمارا لٹریچر شائع کیا جائے۔ آپ کو اس وقت سنہالی زبان کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا کہ یہ کہاں کی

مسجد احمدیہ نیگومبو (Nigombo) (سری لنکا)

زبان ہے کیونکہ ۱۹۵۶ء میں ہی حکومت سنہالی زبان کو اپنی ملکی زبان قرار دے کر اسکو شہرت دینے لگی تھی۔

محترم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی کوشش سے دو کتب اسلامی اصول کی فلاسفی اور حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سنہالی زبان میں ترجمہ کیا گیا اور ایک زیر تبلیغ دوست ڈاکٹر اے۔ سی۔ ایم سلیمان صاحب نے اپنے خرچ پر پانچ پانچ ہزار کی تعداد میں اس کی طباعت کرادی۔

ان کتب کی رسم اجرائی کے موقعہ پر حکومت کے بعض وزراء اور دیگر اعلیٰ عہدیداران اور بعض ممبرز آف پارلیمنٹ نے شرکت کی تھی۔ اس موقعہ پر وزیر اعظم نے اپنے پیغام میں سنہالی زبان میں اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب کی اشاعت پر اپنی گہری خوشی کا اظہار فرمایا۔ اس موقعہ پر پاکستان میں متعین سری لنکا کے سابق ہائی کمشنر T. B. Jayah نے بھی شرکت کی تھی۔

اسلامیہ سورین

اسی اثناء میں "اسلامیہ سورین" Islamic Sun کے نام سے ایک اور تامل رسالہ محترم عبدالجید صاحب مرحوم کی زیر نگرانی شائع ہونے لگا۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ یہ دونوں رسالے اب بھی یہاں سے شائع ہوتے ہیں اور تبلیغی رنگ میں بہت قابل قدر خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

۱۹۵۸ء میں محترم مولانا محمد اسمٰعیل منیر صاحب کی پاکستان میں مراجعت کے بعد مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب سیلونی کو جو ربوہ سے فارغ التحصیل ہیں مرکز احمدیت نے بطور مبلغ متعین فرمایا۔ آپ ۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۰ء دو سال خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپکی افریقہ میں تبدیلی کے بعد مرکز نے محترم ایم۔ ایم۔ عبدالقادر صاحب مرحوم کو سری لنکا کا امیر جماعت احمدیہ مقرر فرمایا۔ آپ ۱۹۷۳ء تک امارت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے عہد میں ۱۹۶۱ء میں مسجد احمدیہ نگمبو کی توسیع کی گئی۔ ۱۹۶۵ء میں پولہ ناروے میں اور اس کے بعد پسالہ میں باقاعدہ جماعتوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔

۱۹۷۵ء میں محترم مولانا محمد سعید انصاری تین ماہ کے لئے اور ۱۹۸۲ء میں محترم مولانا بشیر احمد شاد صاحب ایک مختصر وقفہ کے لئے بطور مبلغ یہاں تشریف لائے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد کے مطابق خاکسار صرف تین ماہ کے لئے مورخہ ۱۲ مارچ ۸۷ء کو سری لنکا کے مرکز کولمبو پہنچا۔ ایک عرصہ دراز سے یعنی ۱۹۵۸ء کو محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب منیر کی مراجعت کے بعد سے ایک مستقل مبلغ سے محرومی سے سری لنکا کی جماعتوں میں ایک قسم کی بدنظمی پیدا ہوئی تھی۔ کوئی جماعتی کام چل نہیں رہے تھے۔ چندوں میں باقاعدگی نہیں تھی۔ یہاں اردو زبان سے نابلد ہونے کی وجہ سے خلیفہ وقت کے خطبات سے بھی یہ لوگ محروم تھے۔ کوئی ذیلی تنظیم کارفرما نہیں تھی۔ اس وجہ سے خاکسار کو انفرادی اور اجتماعی رنگ میں بہت محنت کرنی پڑی تھی۔ روزانہ درس و تدریس تربیتی تقریر وغیرہ کے ذریعہ جماعت میں ایک نئی روح پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس دوران خاکسار کا ایک انٹرویو ایک مقامی اخبار Clinthaniani میں شائع ہوا۔ ہماری مختلف سرگرمیوں اور مذکورہ انٹرویو کی وجہ سے مخالفوں کے حلقوں میں ہلچل مچ گئی۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مفسد و مفتن ملاں لوگ اپنی اپنی مسجدوں میں خاص کر نگمبو کی بڑی مسجد میں لوگوں کو یہ کہہ کر اکساتے رہے کہ چونکہ پاکستان میں اب احمدیوں کا کوئی مرکز نہیں اس لئے قادیانیوں نے سری لنکا کو اپنا عالمی مرکز بنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ انہوں نے حکومت سری لنکا کے ایک مسلم وزیر ایم۔ اچ۔ محمد جو رابطہ عالم اسلامی کا نمائندہ بھی تھا کی قیادت میں رد قادیانیت کے نام پر ایک کمیٹی کی تشکیل دی۔

اسی دوران مورخہ ۱۲ نومبر ۸۷ء کو کولمبو میں آل سری لنکا احمدیہ مسلم کانفرنس نہایت کامیابی سے منعقد ہوکر اس کی رپورٹ یہاں کے اخباروں میں شائع ہونے لگی۔

اس کے بعد مخالفت کھل کر سامنے آگئی۔ رات کے وقت ہماری مسجد پر باقاعدہ پتھراؤ ہونے لگا۔ نیز مخالفوں نے مورخہ ۲۲ اپریل کو سری لنکا سے احمدیت کو کلیتہً مٹانے کے لئے مورخہ ۲۲ اپریل کو یوم الجہاد منانے کا فیصلہ کیا۔

چنانچہ مورخہ ۲۲ اپریل کو ہماری نگمبو مسجد کے سامنے کے مسلم ہائی سکول کے وسیع میدان میں مذکورہ وزیر کی زیر صدارت وسیع پیمانے پر ایک جلسہ کا پروگرام بنایا گیا۔ اس جلسہ کو جماعت احمدیہ کے خلاف ایک بہت بڑے جہاد سے تعبیر کیا جانے لگا۔ اشتہاروں اور اخباروں کے ذریعہ اس جہاد عظیم کی سری لنکا کے مسلم حلقوں میں خوب تشہیر کی گئی۔ ان لوگوں کا یہ منصوبہ تھا کہ شام کے چار بجے سے رات کے ایک بجے تک جلسہ منعقد کیا جائے گا اور رات کے ایک بجے جلسہ کے اختتام پر تمام ہجوم کے ساتھ ایک دم ہلہ بول کر ہماری مسجد پر قبضہ کیا جائے اور مسجد سے ملحق احمدی گھروں اور ان کی جائیدادوں پر قبضہ کیا جائے۔

دوسری طرف جلسہ والوں نے حکومت کو یقین دلایا تھا کہ کسی قسم کی کوئی بدامنی نہیں ہوگی۔ اس دن بعد دوپہر سے ہی ہزاروں کی تعداد میں لوگ جلسہ گاہ میں آنے لگے۔ ہر ایک کی زبان پر صرف یہی ایک فقرہ تھا کہ آج کے بعد سے نگمبو میں کوئی قادیانی نظر نہیں آئے گا۔ مسلمانوں کا اتنا بڑا ہجوم اور ان کے عزم کو دیکھ کر واقعی احمدیوں پر "زلزلوا" کی کیفیت طاری ہوگئی تھی۔ اور زبان حال سے ہی نہیں بلکہ قال سے بھی "متیٰ نصراللہ" کی آواز بلند ہو رہی تھی۔

اسی وقت آسمان سے "الآ ان نصراللہ قریب" کی صدا تیز و تند ہوا، بارش، خوفناک کڑک اور بجلی کی شکل میں بلند ہوتے ہوئے دیکھنے میں آئی۔ یعنی ٹھیک چار بجے ان کا جلسہ پوری آن شان اور دبدبے کے ساتھ شروع ہوا۔ ابھی تین چار مقررین نے ہی

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۴۰)

آرسینک اور کاربو وتج کے خواص اور ان کے استعمالات کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں یکم نومبر ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن (یکم نومبر ۱۹۹۴ء) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" کی ہومیوپیتھک کلاس میں آج آرسینک اور کاربو وتج کے بارے میں سبق دیا۔

ابتداء میں حضور انور نے آکو پنکچر کے چینی طریقہ علاج کے بارے میں فرمایا کہ میڈیکل سائنس اس طریقہ کو تسلیم نہیں کرتی لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ آکو پنکچر کے ماہر نے ایک شخص کے دائیں اور بائیں بازو میں سوئیاں لگائیں اور اس کا جسم درد سے مکمل طور پر عاری ہو گیا۔ اس شخص کا اوپن ہارٹ آپریشن کیا گیا اور کوئی بے ہوشی کی دوا نہیں دی گئی۔ اسے کہا گیا کہ وہ بے شک اخبار پڑھتا رہے۔ اسی طرح کینسر کا ایک آپریشن کیا گیا اور کسی بے ہوشی کی دوا کی ضرورت نہیں پڑی اور ذرہ بھر بھی مریض کو تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ سنی سنائی بات نہیں ہے خالص سائنسی آبزرویشن ہے۔

حضور نے فرمایا چین کی اس سائنس کا تعلق ایک نبی کے کشف (Vision) سے ہے۔ یہ چین کے قدیم ترین نبی تھے۔ چین میں نبی کا لفظ رائج نہیں، وہ اسے وائزمین (صاحب فراست شخص) کہتے ہیں۔ انہوں نے کشف دیکھا کہ زرد دریا سے ایک جانور خچر کی شکل کا برآمد ہوا جس کی پیٹھ پر لکیریں ہیں جو ایک خاص نقشہ بنا رہی تھیں۔ انہوں نے اس کو غور سے دیکھا اور اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا۔ تب وہ جانور واپس دریا میں چلا گیا۔ بعد میں انہوں نے اس نقشے کے ذریعے آکو پنکچر کا طریقہ وضع کیا جو میل اور فی میل Male and Female طاقتوں کے توازن پر مبنی ہے۔ اس پر انہوں نے جو لکھا اس سے وہ اس ساری سائنس کے جدامجد قرار پائے۔ پھر مختلف دیگر انبیاء نے اس سائنس کو آگے بڑھایا اور انسانی جسم کے تفصیلی نقشے بنا کر آکو پنکچر کا طریق رائج کیا۔

آرسینک (Arsenic)

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ روز کے سبق کے تسلسل میں آرسینک کا ذکر جاری رکھا۔

آرم میور جو خودکشی کے خیالات کا علاج ہے اس کے بارے میں حضور نے فرمایا کہ آرم میٹ (Arum Mat) بھی اس سلسلے میں استعمال کی جاتی ہے۔ مگر میرے تجربے میں آرم میور (Arum - Mur) ہے۔

آرم میور کے ایک اور استعمال کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا اگر اس کی ایک خوراک C.M. میں حمل کا ابتدائی احساس ہوتے ہی دی جائے تو یا تو لڑکی کو Abort کر دیتا ہے یا لڑکے کی پیدائش کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ میں نے یہ تجربہ کر کے دیکھا ہے۔

آرسینک البیومن کے لئے بہت اچھی دوا ہے۔ ہلکا سیاہی رنگ کا پیشاب البیومن کی علامت ظاہر کرتا ہے۔

خشک کھانسی میں آرسینک بہت اچھا اثر کرتی ہے جبکہ آرسینک کی دوسری علامتیں بھی مریض میں پائی جائیں پھر کھانسی آرسینک کے بغیر ٹھیک نہ ہوگی۔

دمے کا بھی یہ علاج ہے۔ اگر آرسینک کی عموماً دوسری علامتیں بھی ہوں۔ گہرا بلغمی دمہ آرسینک میں نہیں ہوتا۔

دل کے لئے بھی یہ اچھی دوا ہے۔ تیز نبض اور باریک نبض اور بے چینی کا بھی علاج ہے۔ پہاڑ پر چڑھنا آرسینک کے مریض کے لئے بہت مشکل کام ہے۔ چند قدم چلنے سے سانس پھول جاتا ہے۔ یہ دل کے مریضوں کی لازمی علامت ہے۔

آرسینک اور کوکا میں چڑھائی مشکل ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب دل کے عضلات کمزور ہو چکے ہوں۔ اس کے ساتھ آرسینک آیوڈائیڈ کو بھی شمار کر لیں تو بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ السریشنز (Ulseration) میں، زخموں کا ناسور بننے میں، گنگرین میں، پھیپھڑوں کے نیچے کے حصے میں ناسور ہوں تو آرسینک آیوڈائیڈ اچھا کام کرتی ہے۔ اس میں ہر قسم کی بیماری مل جاتی ہے۔ اس کو پہچاننا بڑا مشکل کام ہے۔

آرسینک کا مریض ٹھنڈا (Indolent) ہوتا ہے۔ آئیوڈین کا مریض بہت گرمی اختیار کرتا ہے۔ پتلا دبلا گرم اور متحرک جسم آئیوڈین کی علامت ہے۔ مریض ٹھنڈا بھی ہو اور گرم بھی۔ گرمی سے بھی تکالیف بڑھ جائیں اور ٹھنڈ سے بھی۔ بہت سی دیگر دواؤں کی جھلکیاں بھی اس میں ملتی ہیں۔ ہر مریض کی آزادانہ (Independent) ٹریٹ منٹ چاہئے۔

اگر آرسینک پورا فائدہ نہ دے اور نہ ہی آئیوڈم فائدہ دے تو آرسینک آئیوڈائیڈ بہت بہتر ہے اور آخری مراحل طے کرنے میں مدد ہوتی ہے۔ دبلا پتلا، تیز طرار، اوور ایکٹو (Over Active) بچہ اس کے لئے آئیوڈم مفید ہے۔

وضع حمل کے وقت بعض دفعہ پیشاب بند ہو جاتا ہے۔ اس کی چوٹی کی دوا کاسٹیکم ہے جو بہت اچھا اثر کرتی ہے۔ اگر یہ کام نہ آئے اور آرسینک کی مزاجی علامتیں موجود ہوں تو آرسینک بہت مفید دوا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو کاسٹیکم کے ساتھ آرنیکا ملا کر دی جائے تو اچھا اثر کرتی ہے۔ کاسٹیکم کا تعلق فالجی علامت سے ہے۔ اچانک گردے کام چھوڑ دیتے ہیں۔ جس سے پیشاب رک جاتا ہے۔ اس کے علاوہ گلا بیٹھنے میں بھی آرسینک مفید ہے۔ آرنیکا میں جلدی بیماری ہربیز (Herbez) بھی ہے۔ آرسینک، آرنیکا اور لیڈم کو ملا کر دیا جائے تو ہر قسم کے زہروں کا علاج اس سے کیا جا سکتا ہے، خصوصاً ہربیز کا۔

حضور نے فرمایا میں نے آرسینک آیوڈائیڈ تفصیل سے پڑھانے کا ارادہ اس لئے چھوڑ دیا ہے کہ اس کی علامات ایسی ہیں کہ ہر مرض کا نشان اس میں مل جاتا ہے۔

آرسینک آیوڈائیڈ اوورین (Ovarian) ٹیومر میں بیماری کو روک دیتا ہے۔ یوٹرس یعنی رحم کے کینسر میں کینٹ نے بھی لکھا ہے کہ کینسر کے بڑھنے کی تکلیف رک گئی۔ اگر سچی بوٹی اس کے ساتھ ملا کر دی جائے تو زیادہ فائدہ ہوگا۔

کاربو وتج (Carbo Veg)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ روز مرہ کی لائف سیونگ (جان بچانے والی) دوا ہے۔ ہر وقت گھر میں رکھنا ضروری ہے۔ ایک کاربن معدنیات سے نکلتا ہے اور دوسرا نباتاتی (Vegetative) ذرائع سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ کاربو وتج ہے۔ جب زندگی ڈوب رہی ہو اسے اٹھانے میں بہت مؤثر ہے۔

حضور نے فرمایا کاربو وتج کا تعلق دمے کی بیماریوں سے بھی ہے۔ ضمناً حضور نے آیوڈائیڈ کا ذکر فرمایا کہ سورائنس (کوڑھ) میں دی جاتی ہے کوڑھ میں سلفر اور سورائینم ایک ہزار کی طاقت میں باری باری دیا جائے تو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہائیڈروکوٹائیل اس پر اثر کرتی ہے۔ ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ آرسینک آیوڈائیڈ سفلس (Syphlis) یعنی آتشک کی ہر سٹیج پر مفید ہے۔ کاربو وتج کا ذکر دوبارہ کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ دل کی بیماریوں میں بہت اچھا اثر کرتی ہے۔ جہاں دل کے اعصاب جواب دے رہے ہوں وہاں دل کے عضلات کے لئے بطور ٹانک کام کرتی ہے۔

سارے جسم میں ہوا لیکن اس میں بدبو نہ ہو تو چائنا کی علامت ہے۔ جبکہ کاربو وتج میں ہوا میں بدبودار تعفن بھی پایا جاتا ہے۔ اور اوپر کی طرف دباؤ۔

کاربو وتج میں ہاتھ پاؤں کا سونا اور (Numbness) ہے، اس کے علاوہ سلیشیا اور لیکسز بھی ہیں۔ رات کو سونے میں ہاتھ پاؤں سو جائیں تو لیکسز مفید ہے یا پھر رسٹاکس۔ فالجی علامت میں رسٹاکس بھی مفید ہے۔

حضور نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ ۱۹۷۰ء میں مجھے بہت سفر کرنے پڑے تو ایک دفعہ گاڑی چلاتے ہوئے مجھے احساس ہوا کہ میرا بایاں پاؤں شل ہو گیا ہے۔ آنکھ پر بھی اثر تھا۔ میں نے فوراً گاڑی روکی اور رسٹاکس (Rhus Tox) کھائی۔ دس منٹ کے اندر اثرات زائل ہو گئے۔

رات کو کروٹ پر لیٹے ہوئے اگر بدن سو جائے تو اگر بائیں طرف ایسا ہو تو لیکسز مفید ہے اور اگر عمومی ہو تو سلیشیا اچھی دوا ہے اگر مریض ٹھنڈا ہو۔ کاربو وتج اور سلیشیا اس پہلو سے مطابقت رکھتی ہے۔ کاربو وتج کالی کارب کے لئے جسم کو تیار کرتی ہے۔ دونوں کے اثرات ملتے جلتے ہیں۔ کالی کارب گہرا ردعمل کرتی ہے۔ جبکہ کاربو وتج ہلکا اثر کرتی ہے۔ اس لئے کالی کارب سے پہلے کاربو وتج دینا ضروری ہے سوائے اس کے کہ مرض اور دواؤں پر پورا عبور ہو۔ پہلے چند دن کے لئے کاربو وتج دیں پھر کالی کارب دی جائے۔

رسٹاکس کے بعد کاربو وتج اچھا کام کرتی ہے لیکن رسٹاکس کے بعد لمبا اثر کرنے والی کالی کارب ہے۔ اس سے بھی لمبا اثر کرنے والی پھر کلکیریا کارب ہے۔

بقیہ: جزیرہ سری لنکا میں احمدیت

اپنے دل کی بھڑاس نکالی تھی کہ اچانک آسمان تاریک ہو گیا اور زبردست اور خوفناک کڑک تیز و تند ہوا اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ دیکھتے دیکھتے میدان میں گھٹنوں تک پانی بھر گیا اور جلسہ کے تمام انتظامات درہم برہم ہو گئے۔ ساتھ ہی بجلی بھی بند ہو گئی۔ چاروں طرف افراتفری پھیل گئی۔ سامعین چاروں طرف بھاگنے اور منتشر ہونے لگے۔ عین اسی وقت ایک بہت بڑا سانپ سٹیج کے قریب رینگنے لگا۔ وہاں بھی بھگدڑ مچ گئی۔ اس موقعہ پر جبکہ شدید بارش اور سخت ہوا چل رہی تھی بھاگتے ہوئے فریقین میں سے کسی کو کہتے سنا گیا کہ "ارے خدا بھی قادیانی ہو گیا ہے"۔

اسی طرح ایک گھنٹہ کے اندر ہی اندر منتظمین کو اپنا جلسہ ختم کرنا پڑا اور ایک ہی جلسہ میں نگمبو سے "قادیانیت" کو نیست و نابود کرنے کا دعویٰ دھرے کا دھرا رہ گیا۔ اس طرح خدا کا کلام "مکروا و مکراللہ واللہ خیرالماکرین" ایک دفعہ پھر پورا ہوا اور مخالفوں کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے۔

اس کے بعد بھی مختلف طریقوں سے ہماری مخالفت شدت اختیار کرتی گئی اور خدا تعالیٰ ہر موقعہ پر انہیں ناکام کر کے سخت ذلیل اور اہانت کرتا رہا۔ یہ ایک طویل داستان ہے جسے یہیں چھوڑتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے ہم احمدیوں کے سامنے ہی شرپسندوں کو اتنی ذلت اور اہانت پہنچائی کہ "انی مھین من اراد اھانتک" کا الہام کئی بار پورا ہوتا ہوا احمدیوں کو بچشم خود مشاہدہ کرنا نصیب ہوا۔

اس واقعہ نے احمدیوں کی کایا پلٹ دی۔ ان کے اندر ایک نئی زندگی پیدا ہوئی، پورے خلوص اور ولولہ کے ساتھ سلسلہ کے لئے ہر قسم کی قربانی پر وہ آمادہ ہو گئے۔ اس کے بعد خاکسار کو ہر سال مرکز کی طرف سے ہدایت ملتی رہی کہ سری لنکا جائے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہاں کی جماعتیں شاہراہ ترقی پر گامزن ہیں۔ ترقی سلسلہ کے لئے کئی منصوبے بنا کر انہیں عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔ خلافت رابعہ کے عہد سعید میں اکناف عالم میں جماعتوں کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے اس میں جماعت احمدیہ سری لنکا بھی برابر کی شریک ہے۔ خدا تعالیٰ اس ترقی کو برقرار رکھے۔

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔
(مینیجر)

دنیائے مذاہب

پوپ نے لمبو (Limbo) کا عقیدہ چپکے سے ترک کر دیا

[آسٹریلیا] (نمائندہ الفضل)۔ مذکورہ بالا عنوان سے یہاں سڈنی مارننگ ہیرلڈ میں ایک خبر چھپی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ حال ہی میں پوپ نے لمبو (Limbo) کا عقیدہ چپکے سے اپنے عقائد کی فہرست سے نکال دیا ہے۔ پوپ کیتھولک عقائد پر مبنی ایک سرکلر وقفہ وقفہ سے جاری کیا کرتے ہیں۔ حال ہی میں جو آخری سرکلر اس سلسلہ کا جاری کیا گیا ہے اس میں لمبو کا عقیدہ خارج کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ اس کی قابل قبول تشریح مشکل تھی اور یہ عقیدہ عیسائیوں کی بہت بڑی تعداد کی ناراضگی کا موجب بن رہا تھا۔

لمبو کا عقیدہ یہ تھا کہ ہر شخص پیدائشی طور پر گناہ گار ہے اور یہ گناہ دھونے کے لئے اس کو بپتسمہ دینا ضروری ہے تا اس کے بعد اس کا معاملہ یسوع مسیح کے سپرد کر دیا جائے اور وہ پیدائشی گناہ کی سزا سے بچ جائے۔ چونکہ بپتسمہ لئے بغیر کوئی انسان جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ لہذا ایسے افراد کی رہائش کے لئے ایک ایسا مقام تجویز کیا گیا جو جنت سے باہر دوزخ کے کنارے پر واقع ہے جہاں بپتسمہ نہ لینے والے سزا بھگتتے رہیں گے۔ جو بچے چھوٹی عمر میں وفات پا جاتے ہیں ان کا مقام بھی لمبو بیان کیا جاتا تھا۔ لیکن اب جبکہ بپتسمہ نہ لینے والے بالغ عیسائیوں کی تعداد بھی دن بدن بڑھ رہی ہے لہذا ان سب کو لمبو میں داخل کرنا اور اس طرح ان کی ناراضگی مول لینا دن بدن مشکل ہوتا جا رہا تھا۔ لہذا اس کا آسان حل یہ تجویز کیا گیا کہ چپکے سے یہ عقیدہ عقائد کی فہرست ہی سے خارج کر دیا گیا۔ اس طرح کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

CELIBACY
چرچ کا بنایا ہوا لغو قانون

برطانیہ میں حال ہی میں ایک فلم "پریسٹ" (Priest) بنائی گئی ہے جس میں ایک ہم جنس پسند پادری کی زندگی اور اس کے زوال کی کہانی پیش کی گئی ہے۔ اس فلم کے بارہ میں نیویارک کے آرچ بشپ جان اوکانر (Cardinal John O'connor) نے کہا ہے کہ یہ نفرت آمیز کیتھولک مخالف (Viciously Anti-Catholic) ہے۔

آسٹریلیا کے پادری فادر رچرڈ لینن (Fr. Richard Lennan) نے فلم دیکھ کر کہا کہ ایک کیتھولک پادری کی مشکلات جو اس میں بیان کی گئی ہیں وہ محض سطحی ہیں۔ اور ایک پادری کو عام زندگی کی رو سے غیر متعلق ظاہر کیا گیا ہے۔ تجرد کی بحث بھی محض چرب زبانی ہے۔ تجرد یا تو چرچ کا اپنا بنایا ہوا بے مقصد قانون تھا یا پھر خدا نے یہ ناقابل یقین و عمل توقع ایک پادری سے باندھی تھی لیکن وہ خود اس سے الگ رہا۔ پادری صاحب کے الفاظ ہیں:۔

The discussion of celibacy was glib. It was either a useless rule of the church, or it was some incredible ideal that God asked of the priest but that God was not part of.

پادری صاحب نے جو کہا ہے وہ شروع سے اب تک لاکھوں پادریوں کے دل کی آواز ہے اور قرآن اس سوال کا جواب چودہ سو سال پہلے دے چکا ہے کہ تجرد کی زندگی بسر کرنا چرچ کا اپنا فیصلہ تھا یا خدا نے ایسا حکم دیا تھا۔ خدا فرماتا ہے:

"پھر ہم نے ان کے (یعنی اولاد نوح و ابراہیم کے) بعد اپنے رسول ان کے نقش قدم پر چلا کر بھیجے اور عیسیٰ بن مریم کو بھی ان کے نقش قدم پر چلایا اور اس کو انجیل بخشی۔ اور جو اس کے متبع ہوئے ہم نے ان کے دل میں رافت اور رحمت پیدا کی اور انہوں نے کنوارا رہنے کا طریق اختیار کیا جسے انہوں نے خود اختیار کیا تھا۔ ہم نے یہ حکم ان پر فرض نہیں کیا تھا اور (گو) انہوں نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ طریق اختیار کیا تھا مگر اس کا پورا لحاظ نہ رکھا۔ پس ان میں سے جو مومن تھے ان کو ہم نے مناسب حال اجر بخشا اور ان میں بہت سے فاسق تھے"۔

(سورہ الحدید: ۲۸)

انٹرنیشنل بک فیئر وارسا (پولینڈ) میں احمدیہ بک سٹال

۱۷ مئی تا ۲۲ مئی ۱۹۹۵ء وارسا میں ۴۰ واں انٹرنیشنل بک فیئر منعقد ہوا جس میں حسب سابق جماعت احمدیہ کو بھی شرکت کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ پولینڈ کے کلچر منسٹر نے ۱۸ مئی کو اس کا افتتاح کیا۔ ہمارے اسٹال پر کئی ہزار لوگ آئے جن میں پولش، رشین، عراقی، شامی اور بعض یورپین ممالک جن میں فن لینڈ، ہالینڈ، جرمنی، سویڈن، اسی طرح چین اور جاپان کے لوگ شامل تھے۔

قرآن کریم کا پولش ترجمہ مع تفسیری نوٹس، لوگوں کی دلچسپی کا موجب بنا رہا۔ لائف آف محمدؐ (پولش)، مسیح ہندوستان میں، حضرت مسیح کہاں فوت ہوئے، کارثۃ الخلیج، القتل باسم الدین، القول الصریح، وغیرہ کتب لوگوں نے کافی تعداد میں خریدیں۔ پولش ٹیلی ویژن پر ہمارا اسٹال بھی دکھایا گیا۔

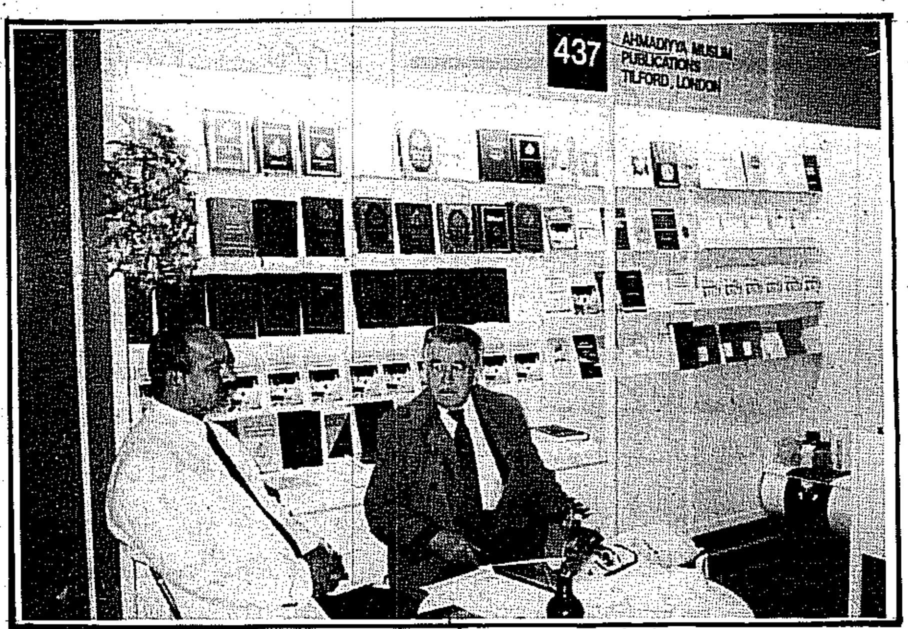

وارسا یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات کے مشہور پروفیسر جناب شانسکی،
احمدیہ بکسٹال پر مکرم حامد کریم صاحب، مبلغ پولینڈ کے ساتھ

دو احمدی مسلمانوں کو نماز ادا کرنے کے جرم میں ایک ایک سال قید اور ۵۰۰ روپیہ جرمانہ کی سزا

[پریس ڈیسک]: پاکستان سے آمدہ اطلاعات کے مطابق داتا قصبہ ضلع مانسہرہ کے دو احمدی بھائیوں مکرم مبارک احمد صاحب اور مکرم تاج احمد صاحب پسران مکرم فقیر محمد صاحب کو حال ہی میں اسسٹنٹ کمشنر مانسہرہ کی عدالت نے ایک ایک سال قید بامشقت اور ۵۵۰ روپے جرمانہ کی سزا سنائی ہے۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں دونوں کو مزید ۳ ماہ قید بھگتنا ہوگی۔

ان کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان مورخہ ۹ مارچ ۱۹۹۲ء کو مولوی خلیل الرحمان، خطیب جامع مسجد داتا کی تحریری شکایت پر درج کیا گیا تھا۔ درخواست میں شکایت کی گئی تھی کہ مذکورہ بالا احمدیوں نے نماز ادا کی ہے۔ تبلیغ کی ہے اور مجھے دھمکیاں دی ہیں۔

ان بہیمانہ سزاؤں کے خلاف اپیل کر دی گئی ہے۔

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کا انعقاد

(نمائندہ الفضل)۔ مجلس انصار اللہ برطانیہ کا سالانہ اجتماع مورخہ یکم، دو اور تین ستمبر کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوا۔ مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت برطانیہ نے اس کا افتتاح فرمایا۔ مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ ہفتہ کی شام کو باربی کیو (B.B.Q.) پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔

اتوار کو ۱۱ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں غیر مسلم اور غیر از جماعت دوستوں نے شرکت کی۔ اس تقریب کے آخر پر ۲۴ افراد نے حضور انور ایدہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

اتوار کی سہ پہر اجتماع کے اختتامی اجلاس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف مقابلوں میں اول آنے والوں میں اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے۔

بعد ازاں حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اصل خوشنودی جس کا میں اظہار کرنا چاہتا ہوں وہ دعوت الی اللہ کے میدان کی ہے۔ الحمدللہ مجلس انصار اللہ برطانیہ دوسری ذیلی تنظیموں سے تبلیغ کے میدان میں آگے نکل چکی ہے اور مجالس میں مجموعی لحاظ سے بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ لیکن اس جدوجہد میں ابھی انصار کے سب حلقے شامل نہیں ہیں اس لئے انصار کو چاہئے کہ وہ مزید تبلیغی مراکز کو مستحکم کریں۔ اس سلسلہ میں حضور نے تفصیلی ہدایات سے نوازا۔ حضور نے فرمایا انصار کو چاہئے کہ سائنٹفک طریق سے پروگرام ترتیب دیں اور اپنے تعلقات کے دائروں کو وسیع کریں۔

خطاب کے آخر پر حضور نے اجتماعی دعا کروائی۔

الحمدللہ کہ یہ اجتماع ہر پہلو سے بہت کامیاب رہا۔

داتا میں احمدی مسلمانوں کا سوشل بائیکاٹ

[پریس ڈیسک]: داتا سے آمدہ رپورٹ کے مطابق پورے قصبہ میں گزشتہ تین سالوں سے احمدی مسلمانوں کا مکمل سوشل بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ اور قصبہ کے دوکاندار احمدی مسلمانوں کو اشیائے خوردنی فروخت کرنے سے انکار کر دیتے ہیں یہاں تک کہ دودھ تک بھی میلوں دور مانسہرہ شہر سے لانا پڑتا ہے۔

اس کے علاوہ گاؤں سے پکی سڑک تک جو تین میل کا فاصلہ ہے وہ بھی احمدیوں کو پیدل چلنا پڑتا ہے کیونکہ کوئی بھی احمدی سواری کو نہیں بٹھاتا اس طرح داتا کی احمدی آبادی کئی ایک مشکلات کا شکار ہے۔ یہاں تک کہ سکول کے بچے اور بچیاں بھی انتہائی گرمی میں یہ فاصلہ پیدل طے کر کے سکول میں پہنچتے ہیں۔

احباب جماعت سے دردمندانہ التماس ہے کہ اپنے ان پاکستانی بھائیوں کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں اور یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ظالموں کے ہاتھ روک لے۔

جرمنی سے پاکستان یا کسی بھی ملک کے ہوائی سفر کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔

دسمبر میں PIA یا کسی بھی ایرلائن سے پاکستان کے سفر کے لئے ابھی سے اپنی نشست محفوظ کروالیں، ارادہ بدلنے پر کینسلیشن چارجز نہیں لئے جائیں گے۔

Irfan Khan,
Goldwing Trade & Travel Frankfurt
Tel: 069 - 567262, Fax: 069 - 5601245

بقیہ :- اسلامی دستور مملکت میں کلمہ طیبہ کا بنیادی مقام

مسلم کے آئینی حقوق سے ظالمانہ طریق سے محروم کرنا تھا ورنہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو، سابق وزیر اعظم پاکستان اور اسمبلی اور سینٹ کے مسلمان ممبران اور دانشوروں کا عقیدہ یہی تھا کہ دائرہ اسلام میں آنے کے لئے کلمہ طیبہ کا پڑھ لینا کافی ہے۔

مسٹر بھٹو اور دوسرے دانشوروں کے اعترافات

چنانچہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے سپریم کورٹ میں اپنے آخری بیان کے دوران تسلیم کیا کہ:

"ایک مسلمان کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ کلمے میں ایمان رکھتا ہو اور کلمہ پڑھتا ہو۔ اس حد تک بات جا سکتی ہے کہ جب ابوسفیان مسلمان ہوئے اور انہوں نے کلمہ پڑھا تو رسولؐ کے بعض صحابہ نے سوچا کہ اس کی اسلام دشمنی اتنی شدید تھی کہ شاید ابوسفیان نے اسلام کو محض اوپری اور زبانی سطح پر قبول کیا ہو لیکن رسولؐ نے اس سے اختلاف کیا اور فرمایا کہ جونہی اس نے ایک بار کلمہ پڑھ لیا تو وہ مسلمان ہو گئے۔ اس نقطہ نظر سے اسلام کا نقطہ نظر بہت سادہ ہے یہ ایک بنیادی تصور ہے"۔

(آخری بیان صفحہ ۱۳۱۔ مترجم ستار طاہر ناشر کلاسیک دی مال لاہور نمبر ۳)

☆ جماعت اسلامی کے ترجمان "ایشیا" لاہور نے نامور اہل حدیث عالم ثناء اللہ صاحب امرتسری کا یہ واقعہ شائع کیا کہ "دہلی میں پنڈت رامچندر سے مناظرہ تھا۔ مناظرہ شروع ہوا تو اس نے مولانا سے کہا "مولانا آپ مجھ سے مناظرہ کرنے کا کیا حق رکھتے ہیں۔ آپ تو خود کافر ہیں۔ پھر اسلام کی نمائندگی کیونکر کر سکتے ہیں؟ یہ کہہ کر پنڈت رامچندر نے فتاویٰ کا وہ پلندہ مولانا کو دکھایا۔ مولانا بالکل پریشان نہ ہوئے۔ انہوں نے انتہائی بے ساختہ پن سے کہا آپ کا اعتراض درست ہے مگر لیجئے میں اسی وقت مسلمان ہوتا ہوں، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اب آیئے مجھ سے مناظرہ کر لیجئے میں اسلام کا نمائندہ ہوں اور پنڈت جی لاجواب ہو گئے"۔

(رسالہ ایشیا لاہور، ۲۲ نومبر ۱۹۶۳ء صـ ۳ بحوالہ اخبار "لاہور" ۱۴ مارچ ۱۹۸۷ء صفحہ ۴)

☆ ضمناً یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ مولانا ثناء اللہ صاحب نے ۱۹۱۵ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے پلیٹ فارم پر تقریر کرتے ہوئے یہ اعلان فرمایا کہ:

"اسلامی فرقوں میں خواہ کتنا بھی اختلاف ہو مگر آخر کار نقطہ محمدیت پر جو درجہ ہے "والذین معہ" کا سب شریک ہیں۔ اس لئے گو ان میں باہمی سخت شقاق ہے مگر اس نقطہ محمدیت کے لحاظ سے ان کو باہمی رحماء ہونا چاہئے۔ مرزائیوں کا سب سے زیادہ مخالف میں ہوں مگر نقطہ محمدیت کی وجہ سے میں ان کو بھی اس میں شامل جانتا ہوں"۔

(اخبار اہل حدیث امرتسر، ۱۶ اپریل ۱۹۱۵ء صفحہ ۳۔ بحوالہ "نجد سے قادیان براستہ دیوبند" صـ ۱۵۹،۱۵۸۔ مصنفہ محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی، ناشر قادری کتب خانہ سیالکوٹ)

☆ ۱۹۸۷ء میں دانش گاہ پنجاب لاہور کے زیر اہتمام "ادارہ معارف اسلامیہ" کی جلد ۲۱ شائع ہوئی جس میں لفظ "مسلم" کے تحت تفسیر روح المعانی (جلد ۲۶ صـ ۱۳۳) اور تفسیر المراغی (جلد ۲۶ صـ ۱۲۶) کے حوالہ سے یہ وضاحت کی گئی کہ:

"جو شخص ...... خود کو مسلمان ظاہر کر دے اور حقیقت میں اس پر ایمان نہ لائے اس کا حکم بھی وہی ہو گا جو ایک مسلم کا ہے۔ یعنی اس پر اسلام کے ظاہری احکام اور حقوق جاری ہو جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شرح کا حکم تو ظاہر پر ہے۔ رہا دل کا معاملہ تو وہ صرف علام الغیوب ہی کو معلوم ہے۔ اسی لئے جو شخص خود کو اسلام کا قائل ظاہر کرتا اور ارکان اسلام کو مانتا ہے اسے مسلم تسلیم کرنے کا حکم ہے"۔

(صفحہ ۳۸)

☆ پاکستان کے نامور صحافی اور دانشور جناب مجیب الرحمان شامی صاحب اخبار جنگ ۲۴ جولائی ۱۹۹۵ء کے صفحہ ۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

"کسی شخص کے کفر اور اسلام کا فیصلہ کرنے کا حق کسی کو نہیں ہے ..... یہ اس کا اور اس کے رب کا معاملہ ہے وہ جانے اور وہ جانے۔ میں تو اسے اسی طرح مسلمان سمجھوں گا جس طرح خود کو سمجھتا ہوں۔ اس پر کئی احباب "بھنائے بھی" انہوں نے مجھے نشانہ بنا کر مشتعل کرنے کی کوشش کی لیکن الحمدللہ میں اپنی رائے پر قائم رہا اور آج بھی ہوں .... ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ جس سے چاہے اختلاف کرے اور جس کے خلاف چاہے اٹھ کر کھڑا ہو جائے لیکن خود ساختہ مذہبی عقائد گھڑ کر مخالفوں پر تھوپنا اور اس طرح ان کے خلاف نفرت پیدا کرنے کی کوشش کرنا اس دنیا میں بھی خسارے کا سبب ہے اور اس دنیا میں بھی جسے ہمیشہ باقی رہنا ہے"۔

جماعت احمدیہ کی موجودہ عالمی مخالفت کا حقیقی پس منظر

بالآخر یہ بتانا ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف موجودہ عالمی پراپیگنڈہ اور مخالفت میں آئین ۱۹۷۳ء میں داخل مذکورہ غیر جمہوری اور غیر اسلامی تعریف نے بنیادی اور کلیدی کردار ادا کیا ہے اور اسی کے بطن سے موجودہ [illegible] اور پاکستان میں کلمہ طیبہ کو مٹانے کی سرگرمیاں بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے اس لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ نومبر ۱۹۸۴ء کو یہ انتباہ فرمایا:۔

"اگر ساری دنیا بھی کلمہ طیبہ کو مٹانے کی کوشش کرے گی تو لازماً کلمہ اس دنیا کو ہلاک کر دے گا..... اگر تم کلمے مٹاؤ گے تو خدا کی قسم خدا کی غیرت کا ہاتھ تمہیں لازماً مٹا دے گا۔ اور پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہیں بچا نہیں سکے گی"۔

ازاں بعد حضور انور نے ۲۵ جنوری ۱۹۸۵ء کو جماعت احمدیہ کی موجودہ عالمی مخالفت کے حقیقی پس منظر سے نقاب کشائی کرتے ہوئے نیز قومی اسمبلی ۱۹۷۴ء کے فیصلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"جہاں تک اس مخالفت کے پس منظر کا تعلق ہے احباب جماعت کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ایک باقاعدہ گہری سازش کا نتیجہ ہے اور اس سلسلہ میں جو لمبی کوششیں ہو رہی ہیں ان کو یہ پس منظر ظاہر کرتا ہے۔ دوستوں کو عموماً ربط کے ساتھ معلوم نہیں کہ کیا ہوتا رہا ہے اور اب کیا ہو رہا ہے۔ اور موجودہ واقعات کی کون سی کڑیاں ہیں جو ۱۹۷۴ء کے واقعات سے ملتی ہیں۔ چنانچہ موجودہ مخالفت کا کچھ پس منظر تو اس رنگ میں سامنے آتا ہے کہ اس وقت جماعت کے خلاف جو جدوجہد ہو رہی ہے وہ مربوط شکل میں کس طرح آگے بڑھی ہے۔ اور اب کس شکل میں ظاہر ہوئی ہے۔ پھر اس پس منظر کا ایک پہلو اور بھی ہے جس کا غیر ملکی طاقتوں سے تعلق ہے یا غیر مذاہب سے تعلق ہے۔ بڑی بڑی استعماری طاقتیں ہیں جو ان کوششوں کی پشت پناہی کر رہی ہیں اور ان کے بہت برے ارادے ہیں جو باقاعدہ ایک منصوبے کے طور پر آج سے سالہا سال پہلے بلیو پرنٹ (Blue Print) کی شکل اختیار کر چکے تھے۔ باقاعدہ تحریر میں باتیں آچکی تھیں۔ آپس میں باقاعدہ معاملات طے ہو چکے تھے۔ چنانچہ اربوں روپیہ ایک منصوبے کے تحت جماعت کے خلاف استعمال ہو رہا ہے۔ کم از کم ۲۰ سال سے تو میں بھی جانتا ہوں کہ کیا ہو رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ہماری مخالف جماعتوں کو باقاعدہ تربیت دی گئی۔ اور پاکستان کے جو ملکی حالات ہیں ان میں دخل اندازی کا بھی اس کو ذریعہ بنایا گیا۔ اس کی بہت سی تفاصیل ہیں اگر موقع پیدا ہوا یا ضرورت محسوس ہوئی تو انشاء اللہ بعد میں ان کا ذکر کروں گا۔ پس جیسا کہ میں نے بتایا ہے ہمارے خلاف اٹھنے والی اس مہم کا ۱۹۷۴ء کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے اور ۱۹۷۴ء کے واقعات کی بنیاد دراصل پاکستان کے ۱۹۷۳ء کے آئین میں رکھ دی گئی تھی۔ چنانچہ آئین میں بعض فقرات یا دفعات شامل کر دی گئی تھیں تاکہ اس کے نتیجہ میں ذہن اس طرف متوجہ رہیں اور جماعت احمدیہ کو باقی پاکستانی شہریوں سے ایک الگ اور نسبتاً ادنیٰ حیثیت دی جائے۔ میں نے ۱۹۷۳ء کے آئین کے نفاذ کے وقت اس خطرہ کو بھانپتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں عرض کیا اور آپ کو اس طرف توجہ دلائی۔ بعدازاں جس طرح بھی ہو سکا جماعت مختلف سطح پر اس مخالفانہ رویہ کے اثرات کو زائل کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ لیکن ان کوششوں کے دوران یہ احساس بڑی شدت سے پیدا ہوا کہ یہ صرف یہاں کی حکومت نہیں کروا رہی بلکہ یہ ایک لمبے منصوبے کی کڑی ہے اور اس معاملہ نے آگے بڑھنا ہے۔ بہرحال ۱۹۷۴ء میں ہمارے خدشات پوری طرح کھل کر سامنے آگئے"۔

نیز فرمایا:۔

"۱۹۷۴ء میں پاکستان کو جو حکومت نصیب تھی اس میں اور موجودہ ضیاء حکومت میں ایک نمایاں فرق ہے۔ وہ حکومت حیادار تھی۔ اسے اپنے ملک کے باشندوں کی بھی حیا تھی اور بیرونی دنیا کی حکومتوں کی حیا بھی تھی۔ تاہم احمدیت کی دشمنی میں کمی نہیں تھی۔ یعنی جہاں تک منصوبے کا تعلق ہے اور جماعت کی بنیادوں پر سنگین حملہ کرنے کا تعلق ہے دونوں میں یہ دشمنی قدر مشترک ہے۔ اور بھٹو صاحب کے زمانہ کی حکومت اور موجودہ حکومت میں اس پہلو سے کوئی فرق نہیں لیکن جہاں تک حیا کا تعلق ہے اس میں نمایاں فرق ہے۔ بھٹو صاحب ایک عوامی لیڈر تھے اور عوام کی محبت کے دعویدار بھی تھے۔ اور وہ چاہتے تھے کہ اپنے ملک کے عوام میں ہردلعزیز لیڈر بنے رہیں اور عوام کو یہ محسوس نہ ہو کہ وہ دھاندلیاں کر کے اور آمرانہ طریق کو اپنا کر حکومت کرنے کے خواہاں ہیں سوائے اس کے کہ اشد مجبوری ہو۔ چنانچہ انہوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف اقدامات کرنے سے پہلے ایک عوامی عدالت کا رنگ دیا اور قومی اسمبلی میں معاملہ رکھا گیا اور اس میں جماعت کو بھی اپنے دفاع کا ایک موقع دیا گیا تاکہ بیرونی دنیا کو اعتراض کا موقع نہ ملے۔ دراصل اس طرح وہ بیرونی دنیا میں اپنا اثر بڑھانا چاہتے تھے۔ بیرونی دنیا میں بھی ان کی تمنائیں بہت وسیع تھیں۔ وہ صرف پاکستان کی رہنمائی پر راضی نہیں تھے بلکہ اپنا اثر و رسوخ اردگرد کے علاقے میں پھیلانا چاہتے تھے۔ جیسے پنڈت نہرو ابھرے تھے اسی طرح وہ مشرق کے لیڈر کے طور پر ابھرنے کی تمنا رکھتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ صرف پاکستانی رہنما کے طور پر ہی نہیں بلکہ مشرق کے ایک عظیم رہنما کے طور پر ابھریں اور دنیا سے اپنی سیاست کا لوہا منوائیں۔ پس اس وجہ سے بھی چونکہ ان کی آنکھوں میں بیرونی دنیا کی شرم تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ اندرون اور بیرون ملک جماعت کا معاملہ اس رنگ میں پیش کیا

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

جائے کہ گویا وہ بالکل مجبور ہوگئے تھے۔ ان کے اختیار میں نہیں رہا تھا۔ بایں ہمہ انہوں نے عوامی دباؤ کو براہ راست قبول نہیں کیا بلکہ جماعت احمدیہ کے سربراہ اور ان کے ساتھ چند آدمیوں کو بلا کر ایک موقع دیا کہ وہ اپنے مسلک کو پیش کریں۔ چنانچہ ایک لمبا عرصہ قومی اسمبلی نے اس سلسلہ میں وقت خرچ کیا اور بھٹو صاحب کو قومی اسمبلی کا عذر ہاتھ آگیا اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اب میں کیا کر سکتا ہوں لیکن اس حیا کا موجودہ حکومت میں فقدان ہے اس لئے کہ یہ نہ عوامی حکومت ہے نہ اسے بیرونی دنیا میں کسی رائے عامہ کی پرواہ ہے۔ ایک آمر بہرحال ایک آمر ہی ہوتا ہے اس لئے بظاہر وہ جتنی مرضی کوششیں کرے لیکن آمریت کا یہ لازمی تقاضا ہے کہ جو کچھ بھی ہو، جو کچھ بھی دنیا کہے اس کی پرواہ نہیں کرنی۔ آمریت کے مزاج میں یہ بات داخل ہے کہ کوشش کر دیکھو مفت میں دنیا کی ہر دلعزیزی ہاتھ آ جائے تو ٹھیک ہے لیکن نہ بھی آئے تو آمریت تو پیچھے نہیں ہٹا کرتی۔ اس لئے آمریت میں جو بے پرواہی پائی جاتی ہے وہ ہمارے خلاف موجودہ مہم میں بھی بالکل ظاہر و باہر ہے"۔

ازاں بعد حضور انور نے قومی اسمبلی کی کاروائی کا نہایت بلیغ رنگ میں تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

" ۱۹۷۴ء میں حکومت نے اپنے فیصلہ کے دوران جماعت کو موقع تو دیا اور چودہ دن قومی اسمبلی میں سوال و جواب ہوتے رہے۔ جماعت نے اپنا موقف تحریری طور پر بھی پیش کیا لیکن ساتھ ہی چونکہ بڑی ہوشیار اور چالاک حکومت تھی اس نے قومی اسمبلی کی کاروائی کے دوران یہ محسوس کر لیا تھا کہ اگر یہ باتیں عام ہو گئیں اور سوال و جواب پر مشتمل اسمبلی کی کارروائی اور اس کی جملہ روئیداد دنیا کے سامنے پیش کر دی گئی تو حکومت کا مقصد حل نہیں ہو سکے گا بلکہ برعکس نتیجہ نکل سکتا ہے۔ اور عین ممکن ہے کہ بجائے اسے سراہنے کے کہ جماعت کو ہر قسم کا حق دینے کے بعد ایک جائز فیصلہ ہوا ہے دنیا بالکل برعکس نتیجہ نکالے اور کہے کہ جماعت تو اس کاروائی کے نتیجے میں بہت ہی زیادہ مظلوم ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ جماعت نے اپنے مئوقف کی تائید میں اتنے مضبوط اور قوی دلائل پیش کئے جو عقلی بھی ہیں اور نقلی بھی اور ان کے پیش نظر کوئی یہ نتیجہ نکال ہی نہیں سکتا کہ جماعت احمدیہ مسلمان نہیں ہے۔ چنانچہ اس وقت کی حکومت نے اس خطرہ کی پیش بندی اس طرح کی کہ جماعت کو قانوناً اور حکماً پابند کیا گیا کہ قومی اسمبلی میں جو بھی کارروائی ہو رہی ہے اس کا کوئی نوٹ یا کوئی ریکارڈنگ اپنے پاس نہیں رکھیں گے اور یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ حکومت اس کارروائی کو دنیا میں ظاہر نہیں ہونے دے گی۔

اس کارروائی کا نتیجہ کیا تھا وہ اس واقعہ سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ قومی اسمبلی کے ایک ممبر سے ایک موقع پر یہ سوال ہوا کہ آپ اس کارروائی کو شائع کیوں نہیں کرواتے، ساری قومی اسمبلی نے آپ کے بیان کے مطابق متفقہ فیصلہ دیا ہے کہ جماعت احمدیہ غلط ہے اور اپنے عقائد کے لحاظ سے اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تو پھر اسمبلی کی کارروائی شائع کر کے ان کا جھوٹ دنیا پر ظاہر کریں۔ انہوں نے ہنس کر جواب دیا کہ تم کہتے ہو شائع کریں۔ شکر کرو کہ ہم شائع نہیں کرتے اگر ہم اسے شائع کر دیں تو آدھا پاکستان احمدی ہو جائے۔ میں سمجھتا ہوں یہ کہنا ان کی کسر نفسی تھی اگر پاکستان کے شریف عوام تک جماعت احمدیہ کا موقف حقیقتاً پہنچ جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ سارا پاکستان احمدی نہ ہو جائے۔ سوائے ان چند بدنصیب لوگوں کے جو ہمیشہ محروم رہ جاتے ہیں، ہدایت ان کے مقدر میں نہیں ہوتی کیونکہ "و من یضلله فلا ھادی له" جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دینا چاہتا دنیا کی کوئی طاقت ان کو ہدایت نہیں دے سکتی۔ پس ایسے استثناء تو موجود ہیں۔ لیکن مجھے پاکستان کی بھاری اکثریت سے حسن ظن ہے کہ اگر ان تک جماعت احمدیہ کا موقف صحیح صورت میں پہنچ جائے خصوصاً موجودہ دور کی نسلوں تک جو نسبتاً زیادہ معقول رنگ رکھتی ہیں اور تقلید کی اتنی قائل نہیں ہیں جتنی پچھلی نسلیں قائل تھیں تو یقیناً ان کی بھاری اکثریت بفضله تعالیٰ احمدی ہو جائے گی"۔

(زھق الباطل صفحہ ۸ تا ۱۱، ناشر اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز اسلام آباد یو۔ کے)

ظالم مت بھولیں بالآخر مظلوم کی باری آئے گی
مکاروں پر ہر مکر کی ہر بازی الٹائی جائے گی
پتھر کی لکیر ہے یہ تقدیر مٹا دیکھو گر ہمت ہے
یا ظلم مٹے گا دھرتی سے یا دھرتی خود مٹ جائیگی
ہر مکر انہیں پر الٹے گا ہر بات مخالف جائے گی
بالآخر میرے مولا کی تقدیر ہی غالب آئے گی
جیتیں گے ملائک، خائب و خاسر ہوگا ہر شیطان وطن
اے دیس سے آنیوالے بتا کس حال میں ہیں یاران وطن

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ (کلام طاہر)

احمدی طلباء و طالبات متوجہ ہوں

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ، پاکستان نے احمدی طلباء و طالبات کی تعلیمی راہنمائی کے لئے ایک Information Cell قائم کیا ہے تاکہ پاکستان میں اور بیرون ملک دنیا بھر کے تعلیمی اداروں کے بارے میں احمدی طلباء و طالبات کو معلومات فراہم کی جا سکیں۔

دنیا بھر کے احمدی طلباء و طالبات سے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ جس جس تعلیمی میدان (مثلاً سائنس، آرٹس، پبلک ایڈمنسٹریشن، بزنس ایڈمنسٹریشن، کمپیوٹر وغیرہ) میں تعلیم حاصل کر رہے ہوں اپنے تعلیمی ادارہ سے متعلقہ معلومات (داخلہ کا طریق کار وغیرہ) خواہ وہ پراسپیکٹس کی صورت میں ہوں، پمفلٹ کی صورت میں ہوں یا کسی بھی صورت میں ہوں جلد از جلد ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کو ارسال فرمائیں۔ اسی طرح اگر آپ اپنے تعلیمی ادارہ کے علاوہ کسی اور تعلیمی ادارہ کے بارے میں مذکورہ بالا معلومات بھجوا سکتے ہوں تو ضرور بھجوائیں۔

امید ہے کہ طلباء و طالبات اپنے اس Information Cell کو کامیاب بنانے کے لئے جو بھی نئی نئی معلومات انہیں حاصل ہوتی رہیں گی وہ ہمیں ضرور بھجواتے رہیں گے۔

(ناظر تعلیم، صدر انجمن احمدیہ، ربوہ پاکستان)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ - محمود احمد ملک)

★★سائنسدانوں کا خیال ہے کہ "ڈالفن" دراصل مینڈک کے خواص اور چیتے کی جسامت کا جانور تھا جو رہتا تو خشکی پر تھا مگر خوراک پانی سے لیتا تھا حالات نے اسے مستقلاً پانی میں دھکیل دیا اور وقت کے ساتھ اس کی ٹانگیں ختم ہوگئیں اور ان کی جگہ دو پروں نے لے لی۔ اسی طرح ناک اوپر چلی گئی چنانچہ ڈالفن تقریباً ہر دس منٹ بعد سانس لینے کے لئے منہ باہر نکالتی ہے۔ اسکی آنکھ ریڈار کا کام دیتی ہے۔ اسکے دماغ سے لہریں آنکھ پر اکٹھی ہوتی ہیں اور آنکھ کے عدسے کی مدد سے ڈالفن ان کو پھینکتی ہے۔ ڈالفن آپس کے پیغامات کا تبادلہ بھی انہی لہروں کی مدد سے کرتی ہیں۔ ڈالفن بچے دیتی ہے اور بچوں کو دودھ پلاتی ہے۔ اسکے پر کا ایکس رے انسانی ہاتھ سے ملتا جلتا ہے۔ ڈالفن کی دم اتنی طاقتور ہے کہ اسکی مدد سے یہ پانی کے اوپر سیدھی کھڑی ہوکر پیچھے کی جانب دس میٹر تک دوڑ سکتی ہے۔ ڈالفن کی کئی اقسام میں نایاب سفید ڈالفن ہے جو صرف چین میں پائی جاتی ہے اور اس کے شکار پر بین الاقوامی پابندی ہے۔ شیخ محبوب عالم خالد صاحب کا "ڈالفن" کے بارے میں یہ معلوماتی مضمون "تشحیذ الاذہان" اگست ۹۵ء میں شائع ہوا ہے۔

★★اسی شمارے کے دیگر مضامین میں نوید صاحب کا مضمون "کنعان کا چاند" کی دوسری قسط شامل ہے۔ یہ مضمون قرآن کریم کے بیان کی روشنی میں حضرت یوسفؑ کی پاکیزہ زندگی میں رونما ہونے والے واقعات کی تصویر کشی کرتا ہے۔

★★حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ ۱۸۵۰ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور آپکا نام کریم بخش رکھا گیا جو بعد میں حضورؑ نے بدل کر "عبدالکریم" رکھ دیا۔ ابتدائی تعلیم مکتب میں حاصل کرنے کے بعد آپؓ نے ذاتی محنت سے فارسی زبان میں اتنی مہارت حاصل کی کہ امریکن مشن سیالکوٹ میں فارسی کے استاد مقرر ہوگئے لیکن ایک طالب علم کی قرآن کریم کی شان میں گستاخی پر جب آپؓ نے ناراضگی کا اظہار کیا تو آپ کو ملازمت سے علیحدہ کردیا گیا۔ آپؓ نے کچھ عرصہ بورڈ مڈل سکول میں ملازمت کی اور پھر استعفیٰ دے کر راجہ بازار کے چوک میں عام تقریر کرنی شروع کی۔ آپؓ عربی، انگریزی، اردو اور فارسی میں فصاحت و بلاغت سے خطاب کرسکتے تھے اور قرآن کریم کی تلاوت اس سوز سے کیا کرتے کہ لوگ وجد میں آجاتے چنانچہ مشن سکول نے گھبراکر آپ کو دوبارہ ملازمت کی پیشکش کی جو آپؓ نے مسترد [illegible] قادیان [illegible] ے تھے اور [illegible] ر ارشاد پر مستقل قادیان آ گئے۔ (آپؓ کا مختصر ذکر خیر "الفضل ڈائجسٹ" شمارہ ۳۵ میں بھی کیا جاچکا ہے۔ آپؓ کی تصانیف میں لیکچر گناہ، سیرت مسیح موعودؑ، اثبات خلافت شیخین، خلافت راشدہ حصہ اول اور دعوۃ الندوہ شامل ہیں۔

آپؓ کے بارے میں ایک مختصر سا مضمون ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" ستمبر ۹۵ء کی زینت ہے۔

★★اسی شمارے میں محترم مولانا نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر الفضل کا انٹرویو بھی پیش کیا گیا ہے۔ محترم سیفی صاحب ۱۹۱۷ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ بی اے کرنے کے بعد کچھ عرصہ آپ نے دلی میں ملازمت کی اور پھر اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کردی چنانچہ آپکا تقرر نائیجیریا میں بطور مبلغ ہوا جہاں آپ ۲۰ سال تک رہے۔ سیرالیون میں بھی ۴ سال تک خدمات سرانجام دیں۔ دفاتر تحریک جدید میں وکیل التصنیف اور وکیل التعلیم بھی رہے اور رسالہ "تحریک جدید" کے مدیر بھی۔ ۸۸ء میں کئی سال کی بندش کے بعد جب روزنامہ "الفضل" ربوہ کی اشاعت شروع ہوئی تو آپ اخبار کے مدیر مقرر ہوئے۔ آپ مقرر، مضمون نگار، کالم نگار اور شاعر ہیں۔ آپ کی اردو، انگریزی اور پنجابی شاعری کی اب تک کئی کتب شائع ہوچکی ہیں۔

★★ایڈیسن ۱۸۴۷ء میں امریکہ کی ریاست Ohio میں پیدا ہوا۔ بچپن سے ہی اس کا تخلیقاتی رجحان ظاہر ہونے لگا اور اپنی وفات تک جو اگست ۱۸۳۱ء میں ۸۴ [illegible] کی عمر میں ہوئی اسکی ایجادات کی تعداد ایک [illegible]ار سے متجاوز تھی۔ ۱۸۷۸ء میں اس نے بلب کی ایجاد پر غور کرنا شروع کیا اور کئی ماہ تک نو ہزار سے زائد تجربات کی مدد سے وہ ایسا دیرپا بلب ایجاد کرنے میں کامیاب ہوا جس کا پہلا مظاہرہ ۱۸۸۰ء میں کیا گیا۔ پہلا شہر جسے اس ایجاد سے فائدہ ہوا وہ نیویارک تھا۔ چنانچہ ایڈیسن نے ۱۰۰۰ عمارتوں کو بجلی دینے کے لئے ۷۵ کلومیٹر کے علاقے میں تاریں بچھوائیں اور ایک پاور سٹیشن قائم کیا اور اس طرح ۱۸۸۲ء میں بجلی کی سپلائی شروع ہوئی۔ "تشحیذ الاذہان" ستمبر میں محترم عبدالاعلیٰ صاحب کا یہ مضمون شائع ہوا ہے۔

★★ہفت روزہ "بدر" قادیان، ۲۴ اگست میں سہارنپور کے ۲۱ سالہ نوجوان مقبول حسرت صاحب کے بارے میں یہ دلچسپ خبر شائع ہوئی ہے کہ وہ کروڑوں سال پہلے یا بعد کی تاریخ اور دن بتاسکتے ہیں۔ ان کا کیلنڈر ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں ریاضی کے پانچ مختلف طریقے اور ۴۱ فارمولے استعمال کئے گئے ہیں۔ انکی اس انوکھی ایجاد پر کئی اخبارات نے تبصرے کئے ہیں۔ یہ نوجوان اپنے ایک احمدی دوست کے ہمراہ قادیان آئے ہوئے تھے۔

★★اسی پرچہ میں جزائر انڈیمان کی دوسری سالانہ کانفرنس کے انعقاد کی خبر شائع ہوئی ہے جو پورٹ بلیر میں ۲۱ و ۲۲ اپریل کو منعقد ہوئی۔ نیز انڈیمان کے جزیرہ لٹل میں مسجد بیت التوحید کا افتتاح ۲۸ اپریل کو عمل میں آیا جس کے لئے زمین ایک احمدی دوست مکرم ابوبکر صاحب نے تحفۃً پیش کی تھی۔

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

مکتوب آسٹریلیا — دلچسپ خبریں

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

شادی کے فوائد پر تحقیق

گارڈین اخبار کی خبر کے مطابق یورپ کے متعدد ممالک اور امریکہ میں ایک تحقیق حال ہی میں ہوئی ہے جس سے پتہ لگا ہے کہ شادی شدہ لوگوں کی عمریں لمبی ہوتی ہیں۔ ان کی زندگی نسبتاً زیادہ صحت مند ہوتی ہے۔ وہ اعصابی تناؤ، کھچاؤ (Stress) اور ذہنی بیماریوں کا کم شکار بنتے ہیں اور مالی لحاظ سے بھی ان مردوں سے بہتر ہوتے ہیں جو کنوارے، رنڈوے اور طلاق شدہ ہوتے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ ہر ملک سے اس تحقیق کے یکساں نتائج موصول ہوئے ہیں۔ ہر تحقیق آزاد تھی لیکن نتائج سب کے ایک جیسے تھے۔ جو غیر شادی شدہ مرد ۴۵ تا ۴۹ سال کی عمر میں تھے ان کا شادی شدہ کے مقابلہ میں ۷۶ فیصد قبل از وقت مرنے کا زیادہ امکان ہے۔ عمر کے اسی حصہ میں غیر شادی شدہ عورتوں کا امکان ۳۹ فیصد ہے۔ اس کی تین بڑی وجوہ بیان کی گئی ہیں:

اول: شادی ذہنی کھچاؤ (Stress) اور فکر (Anxiety) اور شادی شدہ افراد کے درمیان ایک بفر (Buffer) کا کام کرتی ہے۔

دوم: صحت مند افراد ہی زیادہ تر شادی کرتے ہیں اس لئے وہ زیادہ عرصہ جیتے ہیں۔

سوم: شادی ٹوٹنے کے بعد آدمی کا کردار بوجہ خلا کے خطروں کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے مثلاً سگرٹ، شراب اور گندی جنسی زندگی وغیرہ۔

محققین کا خیال ہے کہ مذکورہ بالا تینوں وجوہات ہی عمر کم کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ برطانیہ کے ذہنی امراض کے ہسپتالوں میں ہر لاکھ کی آبادی پر ہر سال ۲۵۷ شادی شدہ افراد، ۶۳۳ کنوارے، ۷۵۲ رنڈوے اور ۱۹۵۹ طلاق یافتہ مرد و مستورات داخل ہوتے ہیں۔ اسی طرح امراض قلب، کینسر، خودکشی اور حادثات میں ہلاک ہونے والوں میں بھی شادی شدہ دوسروں کے مقابلے میں کم ہوتے ہیں۔ نیز طلاق کے نتیجہ میں چھوٹی مدت اور لمبی مدت کے تباہ کن اثرات بچوں کی ذہنی اور جسمانی صحت پر برا اثر پڑتے ہیں۔ رپورٹ کے آخر میں کہا گیا ہے کہ شادیوں کو بچانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے بجائے اس کے کہ جب وہ ٹوٹ جائیں تو ان کے نتائج سے نپٹا جائے۔

مغربی معاشرہ میں شادی کا ادارہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور خاندان جو پوری سوسائٹی کی بنیادی اینٹ ہے معرض انتشار میں ہے جس سے ہزار جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ اور جرائم میں اضافہ ہوتا ہے اور سوسائٹی کا امن متاثر ہوتا ہے۔ اگر پرانی روایتی قدروں کو قائم رکھیں تو انہیں کا فائدہ ہے۔ اسلام نے تو شادی کی غرض ہی تقویٰ کا حصول بیان فرمائی ہے۔ یعنی شادی تمہیں تمام قسم کی ہلاکتوں اور مضرتوں سے بچائے گی خواہ وہ جسمانی ہوں، ذہنی، اخلاقی یا روحانی ہوں۔ اسلام میں تو شادی کی اس قدر اہمیت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نکاح میری سنت ہے اور جو میری سنت سے بے رغبتی کرتا ہے تو اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔

مستقبل میں باپ بھی بچوں کو دودھ پلا سکیں گے؟

جی ہاں سائنس دان ایسا ہی کہتے ہیں۔ فیڈر سے نہیں، وہ تو اب باپ پہلے ہی پلاتے ہیں بلکہ جس طرح مائیں بچوں کو دودھ پلایا کرتی ہیں۔ مرد و عورت کی مساوات کے علمبرداروں کے لئے یہ خبر جہاں حیرانگی کا موجب ہوگی وہاں شاید کچھ پریشانی بھی پیدا کر دے۔

دنیا میں ۴۵۰۰ انواع ایسی ہیں جو بچوں کو دودھ پلاتی ہیں۔ عام حالات میں ان میں سے ایک نوع بھی ایسی نہ تھی جس کے نر بچوں کو دودھ پلاتے ہوں لیکن مستقبل میں مرد حضرات ایسا کر سکیں گے۔ سائنس دان پہلے سے ہی یہ جانتے تھے کہ دودھ پلانے والی انواع کے نر افراد کی چھاتیوں کی نشوونما اس طرح کی جا سکتی ہے کہ وہ خاص حالات میں بچوں کو دودھ پلا سکیں۔ بکروں کے دودھ دینے کے واقعات تو سائنس دانوں کے علم میں پہلے ہی آ چکے ہیں۔ گزشتہ سال ملائشیا میں دس ایسے نر چمگادڑ پکڑے گئے کہ ان کی دودھ والی غدودیں دودھ سے پھولی ہوئی تھیں۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ چھاتیوں میں دودھ لانے والے ہارمون کی پیدائش کے لئے حاملہ ہونا صرف واحد طریقہ نہیں ہے۔ کنواری گائیوں، بکریوں اور گائیوں کے
نر بچھڑوں کو ہارمونوں (Oestrogen or Progesterone) کے ٹیکے لگا کر دودھ حاصل کیا جا چکا ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں دودھ بنانے والی مشین مردوں میں بھی لگی ہوئی ہے، اس کو آپریشن اور کچھ ٹیکوں کے ذریعہ متحرک کر کے دودھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مرد عورت کے طبعی فطرتی فرق کو نظر انداز کرنے والے مردوں کا اب کیا خیال ہے۔

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینیجر)

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
6th October 1995 - 19th October 1995

Friday 6th October

12.30	Tilawat
12.40	Dars -ul-Hadith (Urdu)
12.45	Learning Languages with Huzur, Lesson 26, Part 2
1.10	MTA News
1.30	Friday Sermon by Hazrat Khalifa-tul-Massih IV
2.40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huzur
3.50	Qaseedah
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.55	M.T.A. Variety
5.50	Tomorrow's Programmes and Nazm.

Saturday 7th October

12.30	Tilawat
1245	Dars-e-Hadith - English
1.00	M.T.A. Variety - Prog. from Germany
1.30	MTA News
2.00	"Children's Corner" - Mulaqat with Huzur
3.00	Nazm
3.10	Around the globe - Around the world Italy
3.40	Qaseedah.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	"Bosnia Desk"- Q/A with Albanians 1995, 1st Part.
5.50	Tomorrow's programmes

Sunday 8th October

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith
1.00	Eurofile: A letter From London: Ameer Jama'at UK
1.30	MTA Variety
1.00	MTA News
2.00	Mulaqat - Huzur meets English Speaking friends
3.05	"Children's Corner", Lets Learn Salat, with Ata-ul-Majeeb Rashid Sahib. Lesson 7
3.30	Nazam
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	M.T.A. Variety Seerat-e-Sahaba-e-Rassool SAW
5.50	Tomorrow's Programmes

Monday 9th October

12.30	Tilawat
12.45	Dars-e-Malfoozat
1.00	Learning Languages with Huzur, Lesson 27, Part 1
1.30	MTA News
2.00	Natural Cure- Homeopathy lesson
3.05	Nazm
3.10	Dil bar mera yehi hai, By: Ch. Hadi Ali Sahib
3.30	"Around The Globe" A visit to Norway
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
5.00	Qaseedah
5.10	M.T.A. Variety Prog from Germany, Question Answers Session with Huzoor, 31/5/95.
5.50	Tomorrow's Programme

Tuesday 10th October

12.30	Tilawat
12.45	Seerat-ul-Nabi (S.A.W) by Naseer Qamar Sahib
1.00	Learning Languages with Huzur, Lesson 27 Part 2
1.30	MTA News
2.00	"Natural Cure" Homeopathy lesson
3.00	Nazm
3.05	Medical matters: Dr. Mujeeb ul Haq Khan sahib.
3.30	MTA Lifestyle: Cooking programme Al Maidah
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
5.00	Qaseedah
5.10	M.T.A. Variety- "Meet Our Friends" Joyce Frustaglio
5.50	Tomorrow's Programmes

Wednesday 11th October

12.30	Tilawat
12.45	Dars-E-Hadith
1.00	Learning Languages with Huzur, Lesson 28 Part 1
1.30	MTA News
2.00	"Quran Class" - Tarjumatul Quran
3.05	M.T.A. Lifestyle - Sewing Lesson
3.30	M.T.A. Variety - Highlights Of Khuddam-ul-Ahmadiyya Ijtema Faisal Abad
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
5.00	Qaseedah
5.10	M.T.A. Variety- Hijri Shamsi Calendar "Ikha"
5.50	Tomorrow's Programmes

Thursday 12th October

12.30	Tilawat
12.45	Dars-E-Mulfoozat
1.00	Learning Languages with Huzur, Lesson 28 Part 2
1.30	MTA News
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran
3.00	Medical matters: Dr. Mujeebul Haq Khan sahib.
3.30	Nazm
3.35	"Children Corner" - Yassarnal Quran No.4
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
5.00	Qaseedah
5.10	M.T.A. Variety- "Quiz Prog." Nusrat Academmy
5.50	Tomorrow's Programmes and Nazm

Friday 13th October

12.30	Tilawat
12.40	Dars-ul-Hadith
12.45	Learning Languages with Huzur, Lesson 29, Part 1
1.10	MTA News
1.30	Friday Sermon by Hazrat Khalifa-tul-Massih IV
2.40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huzur (Urdu)
3.50	Liqaa Ma'al Arab
3.55	Qaseedah
4.55	M.T.A. Variety - Bait Bazee from Lajna Rabwah
5.50	Tomorrow's Programmes

Saturday 14th October

12.30	Tilawat
12.45	Dars-e-Hadith - English
1.00	Eurofile
1.30	MTA News
2.00	"Children's Corner" - Mulaqat with Huzur
3.00	Nazm
3.10	Around the globe "A visit to Fazle Umar Hospital by Waqfeen Nau - Rabwah
3.40	Qaseedah.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	"Bosnia Desk" - Question & Answer with Albanians - Belgium 2nd Part
5.50	Tomorrow's programmes

Sunday 15th October

12.30	Tilawat
12.45	Dars-ul-Hadith
1.00	Eurofile: A letter From London,: Ameer Sahib UK
1.30	MTA News
2.00	Mulaqat - (English)
3.00	Nazm
3.05	"Children's Corner", Lets Learn Salat, with Ata-ul-Majeeb Rashid Sahib. Lesson 8
3.30	MTA Variety - "Dawat - E - Illalah" Mabashar Kahlon
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	M.T.A. Variety
5.50	Tomorrow's Programme & Nazm

Monday 16th October

12.30	Tilawat
12.45	Dars-e-Malfoozat
1.00	Learning Languages with Huzur, Lesson 29, Part 2
1.30	MTA News
2.00	Natural Cure- Homeopathy lesson No. 114
3.00	Nazm
3.05	Dil bar mera yehi hai, By: Ch. Hadi Ali Sahib
3.30	"Around The Globe" A visit to Norway
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
5.00	M.T.A. Variety Programme from Germany
5.50	Tomorrow's Programme

Tuesday 17th October

12.30	Tilawat
12.45	Seerat-ul-Nabi (S.A.W) by Naseer Qamar Sahib
1.00	Learning Languages with Huzur, Lesson 30 Part 1
1.30	MTA News
2.00	"Natural Cure" Homeopathy lesson No. 115
3.00	Nazm
3.05	"Medical matters": Dr. MujeebulHaq Khan sahib.
3.30	MTA Lifestyle: Cooking programme Al Maidah
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
5.00	Qaseedah
5.10	M.T.A. Variety- "Meet Our Friends" - Jean Augustine - M.P.
5.50	Tomorrow's Programmes & Nazm

Wednesday 18th October

12.30	Tilawat
12.45	Dars-E-Hadith
1.00	Learning Languages with Huzur, Lesson 30 Part 2
1.30	MTA News
2.00	"Quran Class" - Tarjumatul Quran Lesson 87
3.00	Nazm
3.05	M.T.A. Lifestyle - Sewing Lesson PERAHAN
3.30	M.T.A. Variety Tajweed - Ul Quran Class - by Local, Anjuman Ahmadiyyah Rabwah
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
5.10	Qaseedah
5.15	M.T.A. Variety:
5.50	Tomorrow's Programmes

Thursday 19th October

12.30	Tilawat
12.45	Dars-E-Mulfoozat
1.00	Learning Languages with Huzur, Lesson 31 Part 1
1.30	MTA News
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 88
3.00	Nazm
3.05	Medical matters: Dr. Mujeebul Haq Khan sahib.
3.30	"Children Corner" - Yassarnal Quran No.5
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
5.00	M.T.A. Variety- "Seerat Hazrat Syed Meer Nasir Nawab Sahib."
5.50	Tomorrow's Programmes and Nazm

Programmes or their timings may change without prior notice. We welcome viewers' comments about the quality of translation of the programmes. "Learning languages with Hazoor".

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095

Vol. 2 Friday, October 6, 1995 No. 40

شذرات

(م-ا-ح)

غالب نے لکھا تھا "ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے"۔ اب یہ ضروری تو نہیں کہ یہ تماشاگر پشتینی مداری یا خالص نسب کے ریچھ والے ہوں۔ کسی بھی طبقے یا حلقے میں جہاں بھی غیر معقولیت اختیار کی جائے گی، وہ سیاسی، مذہبی، سماجی یا معاشرتی حوالے سے آگے آئیں وہاں تماشا ہوگا اور ایک دنیا دیکھے گی۔ جہالت کسی کے باپ کی میراث تو ہے نہیں۔ یہ خدا کی دین ہے، جسے چاہے دے اور جسے چاہے محروم رکھے۔ تماشے کے لئے جغرافیائی حدود یا نسلی اور لسانی پابندیوں کی بھی کچھ شرط نہیں ہے، یہ کہیں بھی ہو سکتا ہے۔ بس آپ دیکھتے جائیں۔ اسی خبر کو لیجئے جو دنیا بھر کے اخباروں میں شائع ہوئی ہے اور مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر سامنے آئی ہے۔ ہمارے قارئین کی نظر سے بھی ضرور گزری ہوگی۔ اکثر نے اسے ایک سنجیدہ واردات سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہوگا اور اس میں پوشیدہ تفریح اور تماشے کے عنصر سے لطف اندوز نہ ہو سکے ہوں گے۔ آیئے اسے دوبارہ پڑھیں۔ ابتدائی خبر مشہور ایجنسی رائٹر نے جاری کی تھی۔ اس کا متن حاضر ہے:-

"مسلمان بنیاد پرستوں کے گھیراؤ سے مجبور ہو کر ایک مصری عدالت نے گزشتہ روز یہ فیصلہ دیا ہے کہ ایک ہنستے بستے شادی شدہ جوڑے کا نکاح اس وجہ سے فسخ ہو گیا ہے کہ خاوند اپنی بعض تحریروں کی وجہ سے اسلام سے مرتد ہو گیا ہے۔ جبکہ اس کی بیوی ابھی مسلمان ہے۔ مصر میں انسانی حقوق کے ایک داعی نے کہا ہے کہ اس عدالتی فیصلے کا یہ مطلب ہے کہ جب تک اپیل کا نتیجہ نہ نکلے یہ میاں بیوی الگ الگ رہیں۔ اگر یہ کسی جگہ اکٹھے دیکھے گئے تو ان پر زنا کی حد جاری کر کے میاں کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ کٹرملا یہ مقدمہ ۱۹۹۳ء میں از خود ہی عدالت میں لے کر گئے تھے۔ انہوں نے نہ تو خاوند، یونیورسٹی کے لیکچرار نصر حامد ابوزید سے اس کے مبینہ جرم کے بارے میں کچھ پوچھا اور نہ ہی اس کی بیوی مسماۃ ابتہال یونس سے دریافت کیا کہ وہ بھی اپنے میاں کی ہم خیال ہے یا اسے کافر اور مرتد سمجھتی ہے"۔

(رائٹر، ۱۵ جون ۱۹۹۵ء)

دیکھا آپ نے تماشا؟ اس میں طرفہ یہ ہے کہ رائٹر کے بقول بنیاد پرست لیکن فی الحقیقت ابنائے جہالت یہ انتہا پسند جب بھی کسی کی رائے سے اختلاف کرتے ہیں تو اس پر ارتداد کا ٹھپہ لگاتے ہیں، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں اور اس کے بعد آؤ دیکھ نہ تاؤ سیدھا اس کے نکاح پر ہاتھ ڈالتے ہیں۔ کوئی ان سے کہے کہ جب ایسے مجرم اسلام سے نکل گئے تو غیر مسلم ہو گئے۔ اب انہیں غیر مسلم سمجھو اور ان سے دوسرے غیر مسلموں جیسا برتاؤ کرو۔ اللہ اللہ خیر صلا۔ اگر مرتد ہو جانا، غیر مسلم ہو جانے سے بڑا جرم ہے اور اس کی لازمی سزا موت ہے تو چلو سیدھے سبھاؤ اسے قتل کر دو۔ یہ کیا ہوا کہ پہلے اس کا نکاح توڑو، پھر اسے اپنی بیوی کے ساتھ پکڑو اور حرام کاری کے جرم میں کوڑے یا پتھر مار مار کے ہلاک کر دو۔ بات دراصل یہ ہے کہ اگر کسی تشہیر کے بغیر سادہ اور بے ہیجان قتل کر دیا جائے تو مقتول تو کیفر کردار کو پہنچا مگر انہیں کیا مزہ آیا۔ جب تک زوجین کا نکاح توڑ کر انہیں غیر محرم نہ بنائیں، پھر زنا اور حدود کی اصطلاحات کو بیچ میں نہ لائیں، ان کا چسکا کیسے پورا ہو اور ان کے سفلی جذبات کو تسکین کیسے ملے۔

اس قصے کا مجہول اور خفیف پہلو ایک طرف، کسی سرکاری عدالت کی طرف سے اس قسم کا فیصلہ اپنے اندر بہت سے مضمرات رکھتا ہے۔ اگر ایسی نظیر قائم ہو گئی تو مسلم ممالک میں جابجا کئی شہری اختلاف رائے کی بناء پر مردود قرار پائیں گے اور نتیجۃً بہت سے سر لڑھکتے نظر آئیں گے۔ اسلامی احکام اور عقاید کی تعبیر و تشریح میں اختلاف کب نہیں تھا۔ یہ تو صحابہ کرام کے زمانے میں ہی شروع ہو چکا تھا۔ شیعہ اور سنی معتقدات میں بعض مقامات پر زمین آسمان کا فرق ہے۔ خود سنیوں میں اسلامی قوانین کی تعبیر کے چار مکتبہ ہائے فکر میں سنجیدہ اختلافات ہیں اور ایک زمانے میں ان کے پیروؤں کے درمیان بار بار خونریز فسادات ہوتے رہے ہیں۔ سبھی مسلم دانشوروں کے نزدیک شریعت یعنی اسلامی قانون کی تعبیر کوئی جامد چیز نہیں بلکہ ہر دم مائل بہ ارتقاء ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جس کے پیش نظر اجتہاد کا حیلہ ایجاد کیا گیا جس سے بدلتے ہوئے زمان و مکاں کی ضرورت پوری ہو۔

ہمارے قارئین یہ بھی تو جاننا چاہیں گے کہ اس اعلیٰ تعلیم یافتہ، قاہرہ یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر ابوزید نے آخر کہا کیا تھا جس کی بناء پر اسے مرتد ٹھہرایا گیا۔ یاد رہے کہ اس نے ہرگز اسلام سے انحراف نہیں کیا اور نہ ہی کسی بیعت کی قسم توڑی یا اسلام دشمنوں کے ساتھ کوئی سازباز کی۔ اس نے اپنے ایک علمی مضمون میں سر راہے لکھا تھا کہ۔

"یہ جن، بھوت، چڑیلیں، بدروحیں وغیرہ محض توہمات ہیں اور ان پر ایمان رکھنا ارکان اسلام میں شامل نہیں"۔

ایک دوسری جگہ اس نے امام شافعیؒ کی احتیاط اور کڑی تحدید کا ذکر کرتے ہوئے اسے زمانہ حال کے لئے غیر مناسب قرار دیا اور بالخصوص قانون وراثت میں ترمیم کے لئے اجتہاد کی ضرورت پر زور دیا۔ چونکہ مصر میں حضرت امام شافعیؒ کی فقہ مروج ہے اور سرکاری طور پر نافذ ہے اس لئے رجعت پسند کور بینوں کو اس بارے میں نکتہ چینی پر اشتعال آ گیا۔ وہ بھڑک گئے اور اپنی آنکھوں، کانوں، دل اور عقل پر مہر کا ثبوت دیتے ہوئے پروفیسر موصوف اور اس کے گھرانے کا تیا پانچہ کر دیا۔ فکر و فہم سے عاری عوام کی صفوں میں آگ لگانا تو کچھ مشکل نہ تھا، یہ لوگ مفتی اعظم مصر (غالباً الازہر کا دارالافتاء مراد ہے) سے بھی فتویٰ لے آئے کہ قرآن میں مذکور قانون وراثت کی جو تعبیر امام شافعیؒ نے کی ہے اس پر اعتراض کرنے والا مرتد اور کافر ہے۔

عجیب بات ہے کہ ادھر شیعوں اور سنیوں کے قوانین وراثت میں بین اختلاف اور تصادم ہے اور ادھر شافعیوں، حنفیوں، مالکیوں، اور حنبلی حضرات میں اسی موضوع پر صدیوں سے مناظرہ اور مجادلہ چلا آ رہا ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب مصر جیسے بلاد میں شیعہ اور غیر شافعی فقہوں کے پیروؤں کا مواخذہ ہوگا۔ انہیں عدالت میں لے جایا جا سکے گا اور ہر روز نکاح کھٹ کھٹ ٹوٹنے کا تماشا ہوگا۔ یہ بے چارے روئیں گے اور ساری دنیا ان کی جہالت، پس ماندگی اور قدامت پسندی پر ہنسے گی۔ اسی سلسلے میں لادینی خیال کے نمائندہ، مشہور رسالے "دی فری تھنکر" نے مضطرب ہو کر بنیادی انسانی حقوق کے حوالے سے حسب ذیل تبصرہ کیا ہے:-

"ایسے انفرادی واقعات پر بین الاقوامی رائے عامہ کا رسمی احتجاج ہرگز کافی نہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ دنیا کے روشن خیال لوگ اسلامی ممالک سے انسانیت کے نام پر یہ مطالبہ کریں کہ وہ اپنے قانون تعزیرات میں سے عقیدے سے برگشتگی یا مذہب سے انحراف اور ارتداد کی دفعات خارج کر دیں (پاکستان والے "توہین رسالت" کے بارے میں سوچیں) تاکہ قرون وسطیٰ سے جاری عدم برداشت اور مذہب میں جبر کی روایات کو ختم کیا جا سکے"۔

(ماہنامہ "دی فری تھنکر" لندن، جلد ۱۱۵۔ نمبر ۸، اگست ۱۹۹۵ء صـ ۱۲۸)

ہم ابھی سے بتا دیتے ہیں کہ یہ بھی ایک صدا بصحرا ثابت ہوگی۔ کبھی پتھروں پر بھی روئیدگی ہوئی ہے اور کبھی ریگ رواں میں گلاب کھلے ہیں؟ ایں خیال است و محال است و جنوں۔

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ ابوالمسرور چوہدری)

طلاق کی شرح زیادہ شادیوں کی رجسٹریشن کم

[برطانیہ]: حال ہی میں گزشتہ ۱۲ سالوں پر مشتمل ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ برطانیہ میں فیملی سسٹم آہستہ آہستہ معدوم ہوتا جا رہا ہے اور ملک میں طلاق کی شرح زیادہ اور شادیوں کی رجسٹریشن بدستور کم ہوتی جا رہی ہے۔

اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۹۳ء میں برطانیہ میں ایک لاکھ پینسٹھ ہزار جوڑوں نے طلاق دی جبکہ شادیوں کی تعداد بارہ سالوں کی نسبت کم ہو کر اب تین لاکھ سالانہ سے بھی کم ہو گئی ہے۔

ماہرین کے اندازے کے مطابق برطانیہ میں آج کل شادی کی بجائے جوڑے بغیر شادی کے اکٹھا رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔

۱۹۹۳ء میں ایسے بچوں کی تعداد جن کے والدین طلاق کے ذریعے علیحدگی اختیار کر چکے تھے۔ ایک لاکھ ۹۶ ہزار ہے جو ریکارڈ ہے۔ برطانیہ میں طلاق کی شرح یورپی ممالک میں سب سے زیادہ ہے اور ۱۹۸۹ء سے ہر سال اندازاً اس میں ۹ فیصد اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

سروے کے مطابق ۱۹۷۲ء میں ۴ لاکھ ۲۶ ہزار افراد شادی کے بندھن میں آئے جو کسی ایک سال میں سب سے زیادہ تعداد ہے مگر اس کے بعد شادی کے رجحان میں کمی آتی گئی۔ حتیٰ کہ ۱۹۸۳ء میں تین لاکھ ۴۴ ہزار ۳۳۴ افراد نے شادی کی۔

۱۹۹۰ء تک یہ تعداد کم و بیش یہی رہی مگر اس کے بعد پھر کمی آنے لگی اور ۱۹۹۳ء میں صرف دو لاکھ ننانوے ہزار ۱۷۷ جوڑوں نے شادی کی۔

☆☆

عاصمہ جہانگیر کو ایوارڈ

[فلپائن]: منیلا کی ایک خبر رساں ایجنسی کے مطابق مشہور پاکستانی وکیل محترمہ عاصمہ جہانگیر کو ۱۹۹۵ء کا Ramon Masasay Award دیا گیا ہے۔

عاصمہ جہانگیر ایک عرصہ سے پاکستانی حکومت پر زور دیتی آئی ہیں کہ وہ پاکستان میں مذہبی رواداری، مساوات اور قانون کی نظر میں سب کی برابری کے اصول کو اپنائے۔

عاصمہ جہانگیر کو سرٹیفیکیٹ کے علاوہ ایک میڈل جس پر فلپائن کے تیسرے صدر کی تصویر کندہ ہوگی اور ۵۰ ہزار امریکن ڈالر انعام کے طور پر ملیں گے۔

☆☆

سال بھر میں ۸۳۰۰ افراد کا قتل

[پاکستان]: پاکستان کے چاروں صوبوں نے وفاقی حکومت کو ایک رپورٹ پیش کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ سال ۱۹۹۴ء میں پاکستان میں کل آٹھ ہزار تین سو افراد قتل ہوئے۔ اس طرح قتل ہونے والوں کی روزانہ اوسط ۲۲ افراد رہی۔

☆☆

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد